الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ — جمعۃ المبارک ۱۰ر دسمبر ۲۰۰۴ء — ۲۶ر شوال ۱۴۲۵ہجری قمری ۱۰ر فتح ۱۳۸۳ہجری شمسی — شمارہ ۵۰

اوّلین فرائض

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میری امت پر جو سب سے پہلی چیز فرض کی وہ پانچ نمازیں ہیں اور میری امت کے اعمال میں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ بھی پانچ نمازیں ہی ہیں۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحہ ۴۷)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

دل جنگ سے نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ سے فتح ہوتے ہیں

ہم پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں یہ سب رسول اکرم ﷺ کے فیض سے ہی ہیں

’’پس تم یاد رکھو کہ نرمی عمدہ صفت ہے۔ نرمی کے بغیر کام چل نہیں سکتا۔ فتح جنگ سے نہیں۔ جنگ سے اگر کسی کو نقصان پہنچادیا تو کیا کیا؟ چاہیئے کہ دلوں کو فتح کرو اور دل جنگ سے فتح نہیں ہوتے بلکہ اخلاق فاضلہ سے فتح ہوتے ہیں۔ اگر انسان خدا کے واسطے دشمنوں کی اذیتوں پر صبر کرنے والا ہو جاوے تو آخر ایک دن ایسا بھی آجاتا ہے کہ خود دشمن کے دل میں ایک خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اثر ہوتا ہے اور جب وہ برکات، فیوض اور نصرت الٰہی کو دیکھتا ہے اور اخلاق فاضلہ کا برتاؤ دیکھتا ہے تو خود بخود اس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہی ہوتا اور خدا تعالیٰ پر افتراء کرنے والا ہی ہوتا تو اس کی یہ نصرت اور تائید تو ہرگز نہ ہوتی۔

ان لوگوں نے ہمیں ہی یہ گالیاں نہیں دیں بلکہ یہ معاملہ تمام انبیاء کے ساتھ اسی طرح چلا آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی کذّاب، ساحر، مجنون، مفتری وغیرہ الفاظ سے یاد کیا گیا تھا اور انجیل کھول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی ایسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ کو بھی گالیاں دی گئی تھیں۔ اصل میں تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ

﴿یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (سورہ یٰسٓ :31)

کوئی بھی ایسا سچا نبی نہیں آیا کہ آتے ہی اس کی عزّت کی گئی ہو۔ ہم کیونکر سنّت اللہ سے باہر ہو سکتے ہیں۔ بات تو آسان ہی تھی اور معاملہ بڑا صاف تھا۔ مگر ان منصوبہ بازوں نے معاملہ کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ ہم نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں؟ ہم تو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ہماری کتابیں دیکھ لو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس طرح ہمارا ہر ذرّہ ذرّہ خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا اور قربان ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ نزاعِ لفظی ہے۔ مکالمہ مخاطبہ کے تو یہ لوگ خود بھی قائل ہیں۔ اسی مکالمہ مخاطبہ کا نام اللہ تعالیٰ نے دوسرے الفاظ میں نبوت رکھا ہے ورنہ اس تشریعی نبوت کا تو ہم نے بار بار بیان کیا ہے کہ ہم نے ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں کیا۔ قرآن سے برگشتہ اور رسول کریم ﷺ سے برگشتہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو تو ہم واجب القتل اور لعنتی کہتے ہیں۔ اس طرح کی نبوت کا، کہ گویا آنحضرت ﷺ کی نبوت کو منسوخ کردے، دعویٰ کرنے والے کو ہم ملعون اور واجب القتل جانتے ہیں۔ ہم پر جو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں یہ سب رسول اکرمؐ کے فیض سے ہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر رگ و ریشہ میں ایسا سمایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خبر تک بھی نہیں۔ کوئی ہزار تپسّیا کرے، جَپ کرے، ریاضتِ شاقہ اور محنتوں سے مشتِ استخواں ہی کیوں نہ رہ جاوے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آسکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں۔

اب جبکہ ہمارا یہ حال ہے اور ایسا ایمان ہے تو پھر ان کا ہمیں کافر و دجّال کہنا کیا معنے رکھتا ہے؟۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم۔صفحہ 610,611 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

وفات مسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مسئلہ وفات مسیحؑ پر ایک فیصلہ کن چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تم میں توفیق نہیں ہے کہ جسے خدا زندہ کرے تم اس کو مار سکو۔ ہاں جسے خدا نے ماردیا اس کو زندہ کرنے کی کوشش کررہے ہو تم اس بات میں بھی ناکام رہے اور اس بات میں بھی ناکام رہو گے اور کبھی عیسیٰ کو زندہ نہیں کرسکو گے۔ اگر جماعت کو مارنا ہے تو دس یا سو یا ہزار آدمیوں کے مارنے سے جماعت نہیں مرے گی۔ ایک آدمی کو زندہ کر کے دکھادو اس کے زندہ ہو جانے سے ساری جماعت خود بخود مرجاتی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اتنا لمبا جھگڑا ہوگیا۔ سو سال ہو گئے دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی اور آج سے سو سال پہلے بلکہ اس سے بھی پہلے خود تمہارے علماء یہ کہتے رہے ہیں کہ تم بالکل تباہ حال ہو چکے ہو اسلام کا نام ونشان تم میں باقی نہیں رہا تو عیسیٰ بیٹھے کیا کر رہے ہیں اوپر سے اترتے کیوں نہیں۔ احمدیوں کو مارنے کی بجائے ایک مرے ہوئے کو زندہ کر کے دکھا دو اور میں تمہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے چیلنج دیتا ہوں۔ اس بات پر جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تم نے زندہ اتار دیا تو خدا کی قسم میں اور میری ساری جماعت سب سے پہلے بیعت کریں گے۔ ہم پرانے عقیدوں سے توبہ کرلیں گے اور عیسیٰ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے کیونکہ ہم تو ہاں کرنے والے امنّا و صدّقنا کہنے والوں میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ بھی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تمہارا عیسیٰ ہاں! وہ فرضی عیسیٰ جس کو تم پیش کررہے ہو بفرض محال اگر زندہ آسمان پر بھی گیا ہے اور وہ اتر بھی آئے تب بھی تم اس کی مخالفت کرو گے۔ تمہارے مقدر میں مخالفت کرنا لکھا گیا ہے۔ تم یہ جھگڑا کیوں اس طرح طے نہیں کرتے۔ کیوں دعائیں نہیں کرتے کیوں خدا کے حضور ماتھے نہیں رگڑتے کہ بہت بڑا اختلاف ہوگیا دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ اے خدا اس عیسیٰ کو بھیج۔ تم سے تو اس معاملہ میں یہودی بہتر ہیں کہ آج تک دیوار گریہ کے پاس جا کر سر پٹختے ہیں کہتے ہیں کہ اے خدا اس مسیح کو بھیج۔ اس ایلیا کو بھیج جس کے بعد مسیح نے آنا ہے۔ کیا تمہیں کوئی حسرت نہیں کوئی درد نہیں تمہارے دل میں اسلام کی زندگی کا؟۔ عیسیٰ تو عیسیٰ تمہارے عقیدہ کے مطابق تو ابھی وہ دجال کا گدھا بھی ظاہر نہیں ہوا جس کے اوپر بیٹھ کر دجال نے سفر کرنے ہیں اور ہلاکتیں پھیلانی ہیں دنیا میں۔ پھر جا کر کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی باری آنی ہے۔ کہانیوں کی دنیا میں بس رہے ہو۔ قصوں میں رہ رہے ہو۔ حقیقت حال سے تمہارا کوئی بھی تعلق باقی نہیں رہا۔ حسرت ہے تم پر اور ہم ان حسرتوں کے ساتھ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ میں اس خدا کی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان اور تمام احمدیوں کی جان ہے کہ اگر واقعۃً عیسیٰ زندہ ہے اور ہم جھوٹے ہیں تو اے خدا ہم سب کو ہلاک کر دے اور نیست و نابود کر دے۔ مگر خدا کی قسم عیسیٰ مرچکا ہے اور اسلام زندہ ہے۔ آج اسلام کی زندگی تم سے ایک فدیہ چاہتی ہے وہ کیا ہے؟ عیسیٰ کی موت۔ اس لئے عیسیٰ کو مرنے دو اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔‘‘

(زھق الباطل ‘صفحہ 418-419)

اداریہ

عظمتِ توحید

الفضل کے سنجیدہ ، علمی ذوق رکھنے والے قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ لندن سے شائع ہونے والے ایک مشہور روزنامہ میں روزانہ باقاعدگی سے چھپنے والے اشتہارات میں سے بعض بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

- ......’’کالے اور سفلی اثرات وجادوٹونہ ہمیشہ کے لئے ختم‘‘۔
- ......’’دل کی ہر تمنا پوری ہوگی‘‘۔
- ......’’روحانی سکالر پروفیسر..........کا اعلان۔مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے وہ کام جو بڑے بڑے عامل وجادوگر نہ کرسکیں میرے آستانے پر ہر کام مثلاً شوہر کے دل میں شک ونفرت کی آگ ہو،سنگدل محبوب نے نیند حرام کردی۔ پھر تجارت میں دن بدن نقصان ہوتا ہو، رشتوں میں بندش،عزیزوں سے لڑائی جھگڑے،عزت و وقار میں کمی یا دشمن حاوی ہو۔غرضیکہ مشکلات کیسی ہی کیوں نہ ہوں یوں ایک مرتبہ رابطہ کریں‘‘۔
- ......’’مشورہ مفت اور راز رکھنے کی گارنٹی‘‘۔
- ......’’ہر کام سو فیصد گارنٹی سے کیا جاتا ہے‘‘۔
- ......’’ایک اور خاندانی عامل، ماہر عملیات وتعویذات پیر صاحب کا فرمانا ہے کہ ’’نقش محبت سات سمندر پار بچھڑے محبوب کو کھینچ لائے۔محبوب محبت میں تڑپ تڑپ کر پوجا کرے۔عملیات کی پراسرار طاقت سے سنگدل محبوب آپ کے قدموں میں ہوگا۔انشاء اللہ آپ کی اندھیری زندگی میں اجالا ہوجائے گا‘‘۔
- ......’’نوری علم کا کرشمہ‘‘۔ان بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری جو بڑے بڑے عاملوں سے مایوس ہوچکے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا عملیات اور تعویذات پر یقین نہیں ہے......آج ہی ...... ملئے۔ مایوسی راحت سے بدل جائے گی۔
- ......’’جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے‘‘۔

آنحضرت ﷺ کی سب سے اول مخاطب ایک ایسی قوم تھی جو بتوں کی عبادت وتعظیم کے عقیدہ وخیال کی حامل تھی اور اسی وجہ سے اس میں فال،شگون اور تعویذوں وغیرہ کا چرچا بہت عام تھا۔اسلام قبول کرنے میں ان کے لئے سب سے بڑی روک یہی تھی کہ ہم تو بہت سارے خداؤں کے قائل ہیں اور ان سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ اب ان سارے خداؤں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔تاریخ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ مشرکین مکّہ کے لئے سب سے زیادہ جو چیز قابل اعتراض اور قابل تشویش تھی وہ یہی تھی کہ ان کے قابل تعظیم بتوں کی عظمت خطرے میں پڑ گئی ہے۔

حضور ﷺ ہمیشہ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کی تبلیغ کرتے رہے۔توحید کو قائم کرنا،عام کرنا اور لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا آپؐ کی کوششوں کا محور و مرکز تھا۔اس سلسلہ میں آپؐ اور آپؐ کے جانثار صحابہؓ نے مسلسل لمبا عرصہ جو کئی سالوں پر محیط تھا، ہر طرح کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیں،قربانیاں پیش کیں اور بالآخر خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ دن بھی دکھایا کہ آپؐ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے اور سینکڑوں بتوں کو خدا ماننے والے شکست خوردہ قوم کی شکل میں حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوئے۔ یہ عظمت توحید اور خدا تعالیٰ کی کبریائی کے اظہار کا دن تھا۔ دنیا نے ایسا نظارہ کم ہی دیکھا ہوگا کہ خانہ کعبہ اور مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر انتہائی بے بسی اور بے کسی کے عالم رات کے وقت چھپتے چھپاتے ہجرت کر کے جانے والا اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑ رہا تھا اور یہ اعلان کر رہا تھا کہ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا﴾ (بنی اسرائیل:82)

ایسی عظیم الشان غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے کے باوجود حضور ﷺ نے کبھی بھی ایسا کوئی اعلان نہ فرمایا جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔آپؐ کا اقرار واعلان تو یہ تھا کہ ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ (الکہف:111) مَیں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں اور یا یہ کہ ﴿لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ (ھود:31) مجھے غیب کا کوئی علم نہیں ہے۔ عالم الغیوب اور ہر قسم کی قدرتوں کا مالک میرا خدا ہے۔

حضورؐ اگر چاہتے تو بتوں کی عبادت کرنے والی وہمی قوم سے اپنی عظمت وشان منوا لیتے مگر یہاں تو کمال انکساری اور عاجزی کے ساتھ یہ بتایا جا رہا ہے کہ مَیں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں، میری ماں روٹی کے خشک ٹکڑوں کھا کر گزارہ کرتی تھی۔

آپ نے ہمیشہ دعا کا طریق اختیار کیا بلکہ خدائی تائید ونصرت اور کامیابی کے وعدوں کے باوجود آپؐ ہمیشہ کمال تذلّل وانکساری اور رقّت وخشیت سے دعا کرتے اور قبولیت دعا کے نشانات اور معجزات کو کبھی بھی اپنی طرف منسوب نہ فرمایا۔حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی حقیقت کے متعلق اپنے حالیہ ایمان افروز خطبہ جمعہ میں اس مسئلہ کی مکمل وضاحت فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ غنی، بے نیاز ہے۔اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے۔ایک شخص اگر عاجزی اور فروتنی سے اس کے حضور نہیں آتا، وہ اس کی کیا پرواہ کرسکتا ہے۔ دیکھو اگر ایک سائل کسی کے پاس آجاوے اور اپنا عجز اور غربت ظاہر کرے تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ سلوک ہو۔لیکن ایک شخص جو گھوڑی پر سوار ہو کر آوے اور سوال کرے اور یہ بھی کہے کہ اگر نہ دو گے تو ڈنڈے ماروں گا تو بجز اس کے کہ خود اس کو ڈنڈے پڑیں اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔خدا تعالیٰ سے اَڑ کر مانگتا ہے اور اپنے ایمان کو مشروط کرنا بڑی بھاری غلطی اور ٹھوکر کا موجب ہے۔ دعاؤں میں استقلال اور صبر ایک الگ چیز ہے اور اَڑ کر مانگنا اور بات ہے۔ یہ کہنا کہ میرا فلاں کام اگر نہ ہوا تو مَیں انکار کردوں گا یا یہ کہہ دوں گا۔ یہ بڑی نادانی اور شرک ہے۔اور آداب الدّعا سے ناواقفیت ہے۔ایسے لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں۔قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر ایک دعا تمہاری مرضی کے موافق مَیں قبول کروں گا۔ بیشک یہ ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن:61) لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اسی قرآن شریف میں یہ بھی لکھا ہوا ہے ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ﴾ (البقرۃ:156)۔ الآیۃ۔ ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن:61) میں اگر تمہاری مانتا ہے تو ﴿لَنَبْلُوَنَّکُم﴾ میں اپنی منوانی چاہتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان اور اس کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندہ کی بھی مان لیتا ہے۔ ورنہ اس کی الوہیت اور ربوبیت کی شان کے یہ ہرگز خلاف نہیں کہ اپنی ہی منوائے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 296-297 جدید ایڈیشن)

(عبدالباسط شاہد)

غزل

اب ہر اک درد کا ہم عشق میں پاتے ہیں علاج
ہم کبھی عشق میں بیمار ہوا کرتے تھے

ہم تو سمجھے تھے اب قصّۂ پارینہ ہے
شہر کے شہر جو مسمار ہوا کرتے تھے

اب وہی شہر میں بارود بچھانے نکلے
وہ جو اس شہر کے معمار ہوا کرتے تھے

کسی غاصب کی حکومت ہو کہ جمہور کا ڈھونگ
ہم بہر طور سرِ دار ہوا کرتے تھے

وہ جو صحراؤں کے غاروں میں کوئی جاتا تھا
کیا وہاں جُبّہ و دستار ہوا کرتے تھے

اب وہی خواب مرے مونس و غم خوار ہوئے
جو مرے درپئے آزار ہوا کرتے تھے

تیرے ہر حرف پہ جی جان سے قربان ہوئے
وہ جو غالبؔ کے طرفدار ہوا کرتے تھے

اب تو خود سال کے موسم ہی بنے بیٹھے ہیں
جو کبھی موسمی تہوار ہوا کرتے تھے

اب کوئی رنگ فضا میں ، نہ ہوا میں خوشبو
فصلِ گُل کے کبھی آثار ہوا کرتے تھے

(آصف محمود باسطؔ)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوں۔

میری خواہش ہے کہ ایک سال میں کم از کم 15 ہزار نئی وصایا ہو جائیں اور 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔

{سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یکم اگست 2004ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اختتامی خطاب}

دوسری و آخری قسط

پاک ہونے کا ایک طریقہ اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظامِ وصیت بھی فرمایا ہے۔ آگے چل کر اس کا ذکر کروں گا۔

پھر فرمایا: ’’پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشیء محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اُس نُورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اَور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشیء سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے‘‘۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قدر تڑپ تھی اپنی جماعت کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور عاجزی دکھاتے ہوئے ہر فرد جماعت کی گردن خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانے اور اس کا عرفان حاصل کروانے اور اس کی مخلوق سے حقیقی ہمدردی پیدا کرنے کی کہ آپ ہمیشہ جماعت کی اس نہج پر تربیت فرماتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے ان کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں...... جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام ونشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آ جاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اُس نے اِس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے‘‘۔

اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ: ’’شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جن کی حفاظت انسان کو ضروری ہے۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر، خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے۔ گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں‘‘۔

(تقریر حضرت مسیح موعودؑ برموقع جلسہ سالانہ 29 / دسمبر1904ء بحوالہ ملفوظات جلد چہارم صفحہ197تا214 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں: ’’دیکھو دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی؟ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اُٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکّی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے ﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (البقرۃ :133) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوق عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68۔جدید ایڈیشن)

پس جیسا کہ فرمایا جماعت کا فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف توجہ کرو وہ حقیقی اصلاح کیا ہے؟ حقیقی اصلاح وہ ہے جس کا آنحضرت ﷺ نے ہمیں طریق بتایا ہے اور اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ خالص ہو کر اس کی عبادت کی جائے اس کے احکامات پر عمل کیا جائے اس کی توحید کو قائم کیا جائے یہ نہیں ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہہ کر دنیا کو تو کوئی پیغام دے رہے ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اور ہم بڑے زور سے پکار پکار کر دنیا کو کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اگر تم اپنی اور نسلوں کی بقا چاہتے ہو تو اس ایک خدا کی طرف لوٹو اس کی عبادت کرو جو تمہارا بھی رب ہے لیکن ہمارے اپنے دلوں میں کئی بُت قائم ہوئے ہوئے ہوں، ہمارے عمل اس کے اُلٹ ہوں، پانچ وقت نمازوں میں ہم سستی دکھا رہے ہوں، اس کی صفات پر ہمیں مکمل یقین نہ ہو۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور دوسری طرف ہمارے سے ایسی حرکات سرزد ہو رہی ہوں جیسے خدا تعالیٰ کو ان کا علم ہی نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین پیدا ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ کی محبت اور حقیقی اطاعت تو خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ پھر یاد رکھیں حقوق العباد بھی بہت اہم ہے۔ تمہارے دل میں اپنے بھائیوں کے متعلق کسی بھی قسم کا تکبر کا خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارا سینہ دشمن کے لئے بھی صاف ہونا چاہئے۔ کبھی ان کے حقوق غصب کرنے اور ان سے خیانت کرنے کے بارہ میں بھی تمہارے دل میں خیال پیدا نہ ہو اور کبھی تم اپنے بھائیوں پر ادنیٰ سا ظلم کرنے والے بھی نہ ٹھہرو۔

گزشتہ ایک سال میں مَیں نے بساط کے مطابق ان بنیادی اخلاق کے بارہ میں اتنی کھل کر تفصیلاً توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور جس نے بھی ان خطبات کو سنا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ اور اس کے رسول اور حقوق العباد کے کیا طریق ہیں۔ قرآن وحدیث سے بہت کھل کر طریق بتائے گئے ہیں۔ اب میں پھر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درد دل کو محسوس کریں۔ اپنے آپ میں محبت کی فضا پیدا کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ کریں تا کہ آسمان میں پاکبازوں میں شمار ہوں اور خاتمہ بالخیر کیلئے کوشش کرنے والوں میں شمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کی خاطر قربانیاں کرنے کی توفیق دے اور اُن لوگوں میں شمار ہونے کی توفیق دے جو منعم علیہ گروہ ہیں ورنہ ہمارا شمار اُن لوگوں میں ہو گا جو منہ سے تو ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ کہہ رہے ہوتے ہیں مگر دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہم ان میں شمار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں ان میں شمار ہونے کی ضرورت ہے یا خواہش ہے۔ انسان کو موت کو بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ موت کا خیال رہے تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی خیال رہے گا۔ اس لئے روزانہ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اُسی وقت قائم ہوں گے، اُسی وقت قابل قبول ہوں گے جب بندوں کے حقوق بھی ساتھ ادا ہو رہے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ ’’ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اُس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ مَیں بیمار تھا، تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا۔ اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اُس کی کوئی

ہمدردی نہ کی۔ اُس کی ہمدردی میری ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اُس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اُس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اُس کو تو کوئی تکلیف اُس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اُس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اُس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216،215 جدید ایڈیشن)

آپ فرماتے ہیں کہ: ''مَیں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑھا گبر ہے'' بزرگ آدمی جو کہ آگ پرست تھا '' جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ مَیں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اُس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہوگا؟ تو اُس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو مَیں حج کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اُس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو اُن دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟۔ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے۔

حدیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں مَیں نے بہت خرچ کیا تھا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ وخیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تُو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے''۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216۔جدید ایڈیشن)

اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور اُسے ہی ہم اعلیٰ اخلاق کا انسان کہہ سکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہو اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس ہمدردی کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ کوئی ہو۔ جو تم سے بُرائی کرتا ہے اگر اُس کو بھی کبھی تمہاری ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے تو اُس سے بھی ہمدردی کرو۔ بلکہ اُس کا تمہارے ساتھ بُرائی کرنا تمہاری ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ اُس سے اُس کی یہ بُرائی دیکھ کر تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو، اُس کے لئے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور اُس ہمدردی کے جذبہ کے تحت تم اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے پتہ نہیں کس وجہ سے اُس کو میرے خلاف غصہ اور بغض اور کینہ ہے جس کی آگ میں یہ بیچارہ جل رہا ہے۔ اس کو اس کی اس تکلیف سے بچا لے اور تسکین قلب عطا فرما۔ اس کو عقل دے اور سمجھ دے اور اس کی نسلوں کو بھی ان برائیوں سے اور ان برائیوں کے اثرات سے محفوظ رکھ۔ جب تم اس طرح دوسرے کے لئے دعا کرو گے اُس کی تکلیف کا احساس کر رہے ہوگے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تب ہی کہا جا سکتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر رہے ہو جس پر ایک مومن کو چلنا چاہئے یعنی ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾(النحل:۹۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیشہ عدل و انصاف کو ملحوظ رکھو کیونکہ یہ نیکی ہے۔ اور جو کوئی تم سے نیکی کرے تم بھی اُس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر یہ یاد رکھو کہ مومن کا قدم ایک جگہ کھڑا نہیں ہوتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور جتنا جتنا تم نیکیوں میں ترقی کرتے جاؤ گے اُتنا اُتنا ایمان میں ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ''پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے سلوک کرو۔ یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے۔ مگر اِن سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے''۔

فرمایا: ''پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اُسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے''۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ سنو اور یاد رکھو کہ میرے آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت قائم کروں جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی پڑتی ہو بلکہ اُس کو آخرت کی بھی فکر ہو۔ اُس کو یہ بھی فکر ہو کہ ہم نے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور ہمارے اعمال ایسے ہوں کہ جو خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ اور جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو خالی ہاتھ نہ ہوں۔ فرمایا کہ اعمال کو سجانے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھو اگر ان کے مطابق تم نے عمل کر لئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بندوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اور وہ باتیں کیا ہیں؟ حقوق اللہ یعنی اللہ کی عبادت کرنا، اُس کی وحدانیت کا اعلان کرنا، اُس کا خوف اور خشیت اپنے پر طاری رکھنا اور اُس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنا۔ دوسری یہ کہ اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور معاشرے سے فساد کو ختم کرنا۔ اُس کا بھی آخری نتیجہ یہی نکلے گا کہ تم حقوق اللہ ادا کرنے والے ہوگے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے بارے میں تم سنتے بھی ہو جانتے بھی ہو مگر پھر بھی تم کو عمل کرنے کی اس طرح توفیق نہیں ملتی جس طرح کہ ان کو بجا لانے کا حق ہے تو فرمایا کہ اس کے تین طریق ہیں۔ ایک تو یاد رکھو کہ ہر کام کو کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھی محنت کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی امتحانوں کے لئے بھی ایک لمبا عرصہ تیاری کرتے ہو تو پھر کہیں جا کر کامیاب ہوتے ہو۔ اگر پھر کسی خاص شعبہ میں جانے کے لئے مطلوبہ نمبر یا گریڈ نہ ملیں تو پھر کوشش ہوتی ہے تاکہ گریڈ امپروو (improve) ہو جائے۔ تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے بھی تمہیں کوشش کرنی ہوگی۔ پھر یہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا معاملہ ہے اس لئے صرف تمہاری تدبیروں اور کوششوں سے یہ مقام حاصل نہیں ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہی یہ معیار تمہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا ہوگا، اُس کے حضور گڑگڑانا ہوگا، اُس سے دعائیں مانگنی ہوں گی۔ اور جب تم کوشش کے ساتھ دعاؤں میں لگو گے تو تم ان لوگوں میں شامل ہونے والوں کی طرف قدم اُٹھانے والے ہوگے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہاں بھی شیطان تمہارے راستے میں روڑے اٹکاتا رہے گا، تمہیں ورغلاتا رہے گا۔ تو تدبیر اور دعا کے ساتھ یہ بھی کوشش کرو کہ تم صحبتِ صالحین سے فائدہ اُٹھاؤ۔ نیک مجالس اور نیک لوگوں میں بیٹھنے کی کوشش کرو جو تمہیں نیکیوں کی تلقین کرنے والے ہوں اور نیک اعمال بجا لانے والے ہوں۔ تو اس طرح تم نیکیوں کے معیار قائم کرتے چلے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوگے۔

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام برموقع جلسہ سالانہ ۔29دسمبر1904ء بعد نماز ظہر، بمقام مسجد اقصیٰ۔ قادیان۔)

یہ ارشادات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جن کا خلاصہ میں نے بیان کیا ہے یہ 1904ء میں آپ نے جلسہ سالانہ میں فرمائے تھے اور بڑے درد سے آپ نے جماعت کو انجام بخیر ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن ٹھیک ایک سال کے بعد جیسا کہ میں نے پہلے ضمناً ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ جماعت کو بتا دو کہ نیکیوں پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور انجام بخیر حاصل کرنے کے لئے ایک اور ذریعہ بھی ہے جو تمہیں نیکیوں پر قائم رہنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے میں مددگار ہوگا بلکہ انتہائی اہم نسخہ ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہونگے اور حقوق العباد ادا کرنے کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہوں گے اور وہ ہے نظامِ وصیت۔ اس کی اہمیت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں''۔(الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس آپ نے وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

Punjab Sweets & Restaurant
ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔
ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز
Munawar Ahmad (Babbi)
Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

خطبہ جمعہ

دعاؤں اور صدقات کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بندہ خالص ہو کر اس کے سامنے جھکتا ہے اور اس سے بخشش اور معافی طلب کرتا ہے تو وہ بھی اس پر رحم اور فضل کی نظر ڈالتا ہے۔

(دعا اور صدقہ وخیرات کے متعلق قرآن مجید ، احادیث نبوی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے پرمعارف مضمون کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 26/نومبر ۲۰۰۴ء بمطابق 26/نبوت ۱۳۸۳ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُالصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (سورة التوبه آيت :104)

کیا اُنہیں علم نہیں ہوا پس اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ منظور کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

چند جمعے پہلے جب مَیں نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کیا تھا تو اس میں یہ مثال بھی دی تھی کہ بعض خواتین نے جن کے اولاد نہیں ہوتی تھی، بچوں کی طرف سے بھی چندہ دینا شروع کر دیا مثلاً اگر دو تین چار بچوں کی طرف سے چندہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُتنے بچے عطا فرما دیئے۔ اس پر بعض خط آئے، ملتے جلتے قسم کے، کہ آپ نے کہا تھا کہ جن کے اولاد نہیں ہوتی اگر اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا شروع کر دیں تو ضرور اولاد ہو جائے گی۔ اور پھر یہ کہ ہمارے بچوں کے نام بھی رکھ دیں تاکہ ہم ان کی طرف سے چندہ دینا شروع کر دیں کیونکہ بغیر نام کے چندہ نہیں دیا جا سکتا۔ تو پہلی بات تو یہ کہ مَیں نے یہ بالکل نہیں کہا تھا کہ ضرور اولاد ہو گی۔ مَیں نے یہ کہا تھا کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ دعا اور صدقات اور چندے کی برکت سے فوری نظارے دکھا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک بھی ہے۔ میں وہ بات کس طرح کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے حق نہیں پہنچتا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ میں لوگوں کو بیٹے بھی دیتا ہوں، بیٹیاں بھی دیتا ہوں، بعض کو دونوں جنسیں دیتا ہوں اور بعض بانجھ ہوتے ہیں ان کے ہاں کچھ بھی اولاد نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ بات میری طرف منسوب نہ کریں جو مَیں نے کہی نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کے خلاف ہے۔ اس لئے ایک تو غور سے بات کو سننا چاہئے اور پھر سوچ سمجھ کر تصدیق کروا کر اگر لکھنا ہو تو خط میں لکھا کریں۔

پھر یہ کہ چندہ دینے کے لئے نام رکھ دیں، یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ جو اپنی خوشی سے اپنے بچوں کی طرف سے چندہ دینا چاہتے ہیں وہ از طرف بچگان لکھ کر چندہ دے سکتے ہیں۔ اور یہ جو بات ہے یہ بھی خاص صرف تحریک جدید، وقف جدید یا کسی خاص قسم کے چندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل اور سلوک نہیں ہے۔ مختلف لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مختلف سلوک ہے۔

کچھ دن ہوئے مجھے کسی نے لکھا کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں ہو رہی تھی تو علاج کروانے کی کوشش کی۔ جو علاج تھا وہ کافی مہنگا تھا، ہزاروں یورو (Euro) کا خرچ اس پہ آ رہا تھا تو خاوند نے کہا مَیں اتنی بڑی رقم علاج پر خرچ نہیں کروں گا، بہتر ہے کہ مسجد کے لئے چندہ دے دیں تو اللہ تعالیٰ شاید اس کی برکت سے ہی ہمیں اولاد دیدے۔ تو انہوں نے (دونوں میاں بیوی نے) یہ رقم مسجد کے لئے دے دی۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے انہیں کئی سالوں کے بعد اولاد کی خوشخبری سے نوازا ہے۔ اور پھر ایک نہیں اب ٹونز(Twins) کی امید ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے ان کو بچے عطا فرمائے۔

یہ جو اپنے بندوں سے خدا تعالیٰ کا سلوک ہے، کسی کی کوئی ادا اسے پسند آ جاتی ہے اور فضل فرماتا ہے، کسی کی کوئی بات پسند آ جاتی ہے۔ کبھی شرط لگا کر اس پر پکّے نہیں ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ بعض دفعہ یہ بھی ایمان کے لئے ٹھوکر کا باعث بن جاتا ہے۔ اب ان لوگوں کا ایمان بھی دیکھیں، یہ جو میاں بیوی تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم مسجد کا چندہ دیں گے تو ہمارے ہاں ضرور اولاد ہو جائے گی۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ چندہ دو اگر اللہ تعالیٰ نے اولاد دینی ہو گی تو ویسے بھی بغیر علاج کے دیدے گا۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ تو ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک ہے اس لئے کبھی بھی چندہ یا صدقہ دے کر پھر اس بات پر سو فیصد قائم نہیں ہو جانا چاہئے کہ ضرور اللہ تعالیٰ اب ہماری خواہش کے مطابق ہماری یہ دعا اور مرضی قبول فرما لے گا۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے میں دعاؤں کو، صدقات کو قبول کرتا ہوں لیکن ان بندوں کی جو اس کی طرف جھکتے ہیں، اپنی کمزوریوں اور اپنی نالائقیوں سے آئندہ بچنے کی کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو جو ایسی کوشش کر رہے ہوں، اس کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہوں، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کہ اگر ایک قدم چل کے آتا ہے تو اللہ میاں دو قدم چلتا ہے اور زیادہ تیز چلتا ہے تو دوڑ کر آتا ہے، تو بہرحال جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ بندہ اس کی طرف آ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ وہ تو جب بندہ خالص ہو کر اس کی طرف جھکتا ہے فوراً اپنے رحم کو جوش میں لے آتا ہے کیونکہ وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ دعا اور صدقات سے میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا، یہ ضروری نہیں کہ خواہش کے مطابق کام ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تو اگر فوری طور پر خواہش کے مطابق یعنی جو بندے کی خواہش ہے نتیجہ نہ بھی ظاہر فرمائے تو بھی بندے کی دعا اور صدقہ قبول کر لیتا ہے اور اَور ذرائع سے اَور وقتوں میں پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ میری دعا کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف رنگوں میں فضل ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ بغیر کسی شرط کے خالص ہو کر اس کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں۔ اور جس طرح اس نے فرمایا ہے کہ صدقہ وخیرات اور توبہ کرتے رہیں۔ دعاؤں پر زور دیں۔ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارا کام صرف یہ ہو کہ اس کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ صدقہ وخیرات اور چندے دینے کے بعد بھی کبھی بھی کسی قسم کا تکبر، غرور یا دکھاوا ہم میں ظاہر نہیں ہونا چاہئے بلکہ عاجزی سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا کریم ہے، سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب ان اللہ حییٌ کریم) تو جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دعا کرتا ہے اور صدقہ وخیرات دیتا ہے، اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ کا قرب پائے، اس کی رضا حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں رنگین ہونے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ تو اپنی تمام صفات میں کامل ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ بندے کو اس کی خاطر کئے گئے کسی کام پر اجر نہ دے۔ اس کی دعاؤں کو قبول نہ کرے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہماری مرضی کے مطابق ہی وہ اجر ملے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم کبھی بھی یہ تصور نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہاتھ خالی واپس لوٹائے گا۔ جب تم خالص ہو کر اس سے دعا مانگو گے تو وہ کبھی ردّ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ خالص ہو کر اس کے حضور جھکنے والے ہوں، اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والے ہوں۔ اور کسی شرط کے ساتھ اپنے چندے یا اپنا صدقہ وخیرات پیش کرنے والے نہ ہوں۔

صدقہ وخیرات اور دعا کے ضمن میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

سعید بن ابی بردہ نے والد اور اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ کرنا فرض ہے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے پاس کچھ نہیں وہ کیا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ انہوں نے عرض کیا اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تو آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ اپنے کسی ضرورتمند قریبی عزیز کی مدد کرے۔ صحابہؓ نے عرض کی اگر کوئی شخص اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چاہئے کہ وہ معروف باتوں پر عمل کرے، ان پر عمل پیرا ہو اور بری باتوں سے رکے، یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب علی کل مسلم صدقة فمن لم یجد فلیعمل بالمعروف)

تو یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ قربانی کا جذبہ ابھرے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش ہو۔ صحابہؓ کا اس میں کیا رنگ ہوا کرتا تھا، ان کے بھی عجیب نظارے نظر آتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا مَیں ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے صدقے کا مال لے کر گھر سے نکلا اور ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا (رات کو اس کو پتہ نہیں لگا اور چور کے ہاتھ پر رکھ دیا)۔ لوگ صبح اس طرح کی آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا: اے اللہ! سب تعریف کا تو ہی مستحق ہے۔ میں ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ اپنے صدقہ کا مال لے کر نکلا اور پھر اس رات بھی ایک عورت کو دیکھا جو بدکار عورت تھی، اس کو وہ صدقہ دے دیا۔ لوگوں نے صبح پھر اس طرح کی باتیں کیں۔ کہ آج رات ایک زانیہ عورت کو صدقہ دیا گیا۔ اس پر اس شخص نے کہا اے اللہ! سب تعریف کا تو ہی مستحق ہے، کیا مَیں نے ایک زانیہ کو صدقہ دے دیا ہے، اب میں دوبارہ ضرور صدقہ کروں گا۔ پس وہ صدقہ کا مال لے کر نکلا اور اب کی دفعہ پھر غلط آدمی تک پہنچ گیا اور ایک اچھے بھلے امیر آدمی، مالدار آدمی، کھاتے پیتے آدمی کو صدقہ دے دیا۔ لوگ پھر صبح اس طرح کی باتیں آپس میں کر رہے تھے کہ آج رات ایک مالدار شخص کو صدقہ دیا گیا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا سب تعریف کا تو ہی مستحق ہے، پہلے تو میں نے ایک چور کو صدقہ دیا، پھر ایک زانیہ کو اور پھر مالدار شخص کو۔ وہ اس بات پر بہت فکرمند تھا اور افسوس کر رہا تھا تو اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس کو کہا گیا کہ جہاں تک تیرے چور کو صدقہ کرنے کا تعلق ہے تو ممکن ہے کہ وہ صدقہ لینے کے بعد چوری سے باز آ جائے اور جہاں تک زانیہ کا تعلق ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے۔ اور جہاں تک غنی کا تعلق ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ تیرے اس فعل سے عبرت حاصل کرے اور اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے خرچ کرنے لگ جائے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی غنی وھولا یعلم)

تو یہ آنحضرت ﷺ کی بات سن کر کہ صدقہ ضرور دینا چاہئے، صحابہ اس کوشش میں رہا کرتے تھے اور بعض دفعہ غلط لوگوں کو بھی صدقے دے دیا کرتے تھے۔ ان کو یہ فکر نہیں ہوتی تھی کہ ہم نے اس سے کچھ حاصل کرنا ہے۔ فکر یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ رات کو بھی اس لئے نکلتے تھے تا کہ کسی کو پتہ نہ لگے اور یہ احساس نہ ہو کہ صدقہ یا مال خرچ دکھاوے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کرنا چاہتے تھے۔ تو اس کی یہ پریشانی دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے اس کو تسلی دینے کے لئے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ اگر تمہارا صدقہ صحیح لوگوں تک نہیں پہنچا تو تم کو اس کا اجر نہیں ملے گا۔ بلکہ اس کا بھی اجر ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے اس وجہ سے جن لوگوں کے پاس تمہارا صدقہ گیا ہے ان کی اصلاح ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کئے گئے کسی کام کو بھی بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔

نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کتا دیکھا جو شدت پیاس سے مٹی چاٹ رہا تھا، اس شخص نے اپنا موزا (جراب) اتارا اور اس سے اس کے سامنے پانی انڈیلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کو سیر کر دیا۔ اس کی اچھی طرح پیاس بجھا دی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی قدردانی کی تو اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ 521 ۔مطبوعہ بیروت)

طمع اور لالچ کے بغیر ضرورت اور رحم کے جذبات کے پیش نظر جب کتے کو بھی پانی پلایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی اجر دیا۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے رحم کے نظارے ہیں۔ جیسا بندہ اس کی مخلوق سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی وہی سلوک کرتا ہے۔

پھر صدقات کے بارے میں ہی ازواج مطہرات کے بارے میں ایک بڑی پیاری روایت آتی ہے۔ ان کو بھی کس طرح خواہش ہوتی تھی کہ آنحضرت ﷺ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کیا جائے اور پھر یہ بھی خواہش تھی کہ اگر آنحضرت ﷺ کی وفات ان سے پہلے ہو جائے تو ہم بھی جلدی جلدی ان کو جا کے ملیں۔ اس کے لئے ایک دفعہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون ملے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے لمبے ہاتھوں والی۔ پھر ان ازواج مطہرات نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھوں والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں اس بات کا بعد میں علم ہوا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد کیا تھی۔ اس سے مراد یہ تھی کہ کون کثرت سے زیادہ صدقہ دیتا ہے۔ کیونکہ وہی صدقہ دیا کرتی تھیں اور صدقے کو پسند کرتی تھیں۔ اور وہی ازواج میں سب سے پہلے آنحضور ﷺ سے جا ملیں۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل صدقة الشحیح الصحیح)

تو آپؐ نے کھل کے یہ نہیں بتایا کہ صدقہ وخیرات کرنے والی سب سے پہلے مجھ سے ملے گی بلکہ اشارۃً بتا دیا کیونکہ جو فطرتاً زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی ہے اسی نے آگے ملنا ہے۔ یہ ہر ایک کی اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے۔ بعض کم کرتے ہیں بعض زیادہ کرتے ہیں۔ گو کہ ازواج مطہرات بہت زیادہ صدقہ کرنے والی تھیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دُور کرتا ہے۔ (ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصدقة) تو کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ گناہوں کی پکڑ سے بچنے کے لئے بھی صدقہ وخیرات بہت ضروری ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرة) یعنی معمولی سا صدقہ بھی ہو وہ بھی دو تا کہ اللہ میاں تمہارے گناہ بخشے۔ اور صدقہ اسی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہو کر اس کی رضا کی خاطر دینا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے۔ اور بلا کے آنے کے متعلق اگر خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ وخیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے‘‘۔ یعنی جو انبیاء کی طرف سے ایسی پیشگوئیاں ہوں جن میں انذار بھی ہو وہ بھی ٹل جاتی ہیں۔ ’’ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ہندو بھی مصیبت کے وقت صدقہ وخیرات دیتے ہیں‘‘، یعنی جن کا اللہ تعالیٰ پہ اتنا یقین نہیں بھی ہے وہ بھی دیتے ہیں۔ اگر بلا ایسی شے ہے کہ وہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ خیرات سب عبث ہو جاتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 176-177 جدید ایڈیشن)

یہاں آپؑ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ صدقہ وخیرات سے مشکلیں دور ہوتی ہیں۔ تو توبہ، دعا، صدقہ وخیرات سے، جیسا کہ مَیں نے کہا، مشکلات دور ہوتی ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اگر انبیاء کی طرف سے بھی کسی قوم کا حال دیکھ کر اس کی بربادی کی پیشگوئی کی جائے، اس کو انذار کیا جائے تو حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر ہوتی ہے جو آگے نبی پہنچاتا ہے اگر قوم دعا اور صدقہ وخیرات کرے یا اس کی طرف مائل ہو تو وہ پیشگوئیاں بھی ٹل جاتی ہیں۔ پس جب نبی کی پیشگوئیاں ٹل سکتی ہیں جو براہ راست اللہ سے خبر پا کے پیشگوئی کرتا ہے تو عام معاملات میں جو مشکلات انسان کو پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ تو صدقہ وخیرات سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ضرور ٹالتا ہے۔

دعاؤں اور صدقات کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بندہ خالص ہو کر اس کے سامنے جھکتا ہے اور اس سے بخشش اور معافی طلب کرتا ہے تو وہ بھی اس پر رحم اور فضل کی نظر ڈالتا

ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ، استغفار یا دعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو بلا رد کی جائے گی۔

جب دعاؤں کے ساتھ صدقہ وخیرات کی طرف توجہ دیں یا صدقہ وخیرات کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دیں کیونکہ بعض لوگ صرف صدقہ کر دیتے ہیں وہ ان کو آسان لگتا ہے، نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے، دونوں چیزیں اگر ملائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل بہت تیزی سے فرماتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض لوگ صدقہ وخیرات تو کر دیتے ہیں لیکن یہ ایک حصہ ہے اس حکم کا۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے، وہ اپنے بندے کو کسی بھی طرح نواز سکتا ہے، بخش سکتا ہے لیکن یہ بھی اس کا حکم ہے کہ میرے سارے احکام پر عمل کرتے ہوئے میرے سامنے جھکو اور میرے سے دعا مانگو کیوں کہ میں لوگوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ﴾ (البقرۃ 187) کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لیکن بندے کا بھی یہ کام ہے کہ اس پکار کے ساتھ اُس طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ (البقرۃ 187) چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور پھر اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرۃ 187) کہ وہ ہدایت پا جائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ سے اس دعا کے رابطے کو قائم رکھنے کے لئے، اور ہدایت پر قائم رہنے کے لئے، اس کے فضلوں کو ہمیشہ سمیٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب اس طرح دعاؤں کے ساتھ احکامات پر عمل کرتے ہوئے، صدقہ وخیرات پیش کر رہے ہوں گے، چندے دے رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ہماری دعائیں سنے گا بھی اور ان قربانیوں کو قبول بھی فرمائے گا۔

لیکن بعض لوگوں کا یہ خیال بھی ہوتا ہے۔ مَیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ خود تو بعض لوگوں کی دعاؤں کی طرف توجہ نہیں ہوتی، ایسے بھی کچھ ہوتے ہیں۔ باقی احکامات بھی کبھی مانیں یا نہ مانیں، صدقہ و خیرات یا چندوں وغیرہ کی ادائیگی بھی کبھی کی تو بڑی بے دلی سے کی۔ لیکن مشکل کے وقت بزرگوں کو یا خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھ کر پھر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ کام اب ضرور ہو جانا چاہئے۔ گویا کہ یہ ذمہ داری ہم نے ان پہ ڈال دی ہے اب ان کا کام ہے جس طرح بھی مانگیں اور ہمارا کام کرائیں۔ بعض ایسے بھی سر پھرے ہوتے ہیں، ایسے خط آ جاتے ہیں جن میں باقاعدہ میری جواب طلبی ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی نہ کوئی حوالہ اس میں لکھ کر اس کی اپنے طور پر تشریح کر رہے ہوتے ہیں کہ آپ کو اتنا عرصہ ہو گیا دعا کے لئے لکھ رہا ہوں اور ابھی تک میرا کام نہیں ہوا۔ آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں اور اپنی ذمہ داری کی طرف آپ کو توجہ دینی چاہئے۔ باقاعدہ ڈانٹ ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا مجھے ایک حوالہ ملا۔ جس سے مجھے پتہ لگا کہ یہ سر پھرے صرف آج کل ہی نہیں ہیں، فکر کی کوئی بات نہیں بلکہ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ یہ بڑا اچھا حوالہ ہے کیونکہ لگتا ہے کسی وقت آپؓ کے ساتھ بھی کسی ایسے نے ہی کوئی ایسی باتیں کی تھیں جس پر آپ نے خطبے میں یہ فرمایا۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے ہیں کہ: ’’بعض لوگ دعا کے واسطے مجھے اس طرح سے کہتے ہیں کہ گویا میں خدا کا ایجنٹ ہوں اور بہر حال ان کا کام کرا دوں گا۔ خوب یاد رکھو مَیں ایجنٹ نہیں ہوں، مَیں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں‘‘۔ حضرت خلیفہ اول کا جواب میں اسی لئے پڑھ رہا ہوں کہ وہی جواب ان کو میری طرف سے بھی ہے۔ ’’ہاں! اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرنا میرا کام ہے‘‘۔ پھر فرمایا: ’’مگر جماعت کے بعض لوگ دعا کرانے کی درخواست میں بھی شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ مَیں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ مَیں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے۔ اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں، کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے‘‘۔ پھر آپؓ نے فرمایا: ’’خدا ہی کا علم کامل ہے۔ اس کا تصرف کامل ہے۔ اسی کے آگے سجدہ کرو۔ اسی سے دعا مانگو۔ روزہ، نماز، دعا، وظیفہ، طواف، سجدہ، قربانی، اللہ کے سوا دوسرے کے لئے جائز نہیں‘‘۔ پھر بعض لوگ جو اللہ کے فضل سے جماعت میں تو نہیں لیکن بعض دفعہ بعض شکایتیں ایسی آتی ہیں کہ بعض عورتیں کمزوریاں دکھا جاتی ہیں۔ بالکل ہی بعض دعا کرانے والوں پہ اتنا اعتقاد ہوتا ہے کہ سمجھتی ہیں کہ بس ان کے واسطے سے ہی اوپر دعا جانی ہے۔ اگر دعا کا کوئی واسطہ ہے تو صرف آنحضرت ﷺ کا واسطہ ہے، اس کے علاوہ تو کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے درود بھیجنا چاہئے۔

فرمایا کہ: ’’بے ایمان شریروں نے لوگوں کے اندر شرک کی باتیں گھسا دی ہیں۔ کہتے ہیں کہ قبروں پر جاؤ اور قبر والے سے کہو کہ تو ہمارے لئے خدا کے آگے عرض کر‘‘۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں قبروں والوں کے پاس تو نہیں جاتے لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض زندوں کے پاس جاتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں کہ بس اس کے علاوہ ہمارا کام نہیں ہونا۔ میں اس بارے میں پہلے ایک دفعہ کھل کے بتا چکا ہوں۔ فرمایا کہ: ’’اسلام نے ہم کو اس طرح کی دعا نہیں سکھائی‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 506)

تو یاد رکھیں کہ پہلی بات تو یہ کہ جس سے دعا کرائی جائے ٹھیک ہے اس پر یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سنتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے اپنے آپ پر بھی غور کرنا ہوگا، اپنی حالت بھی بدلنی ہو گی کیونکہ اس طرح دعا کرنے والے کو، جس سے دعا کروائی جا رہی ہے امتحان میں نہ ڈالیں۔ خود بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہوگا۔ تبھی جب یہ دونوں دعائیں اکٹھی ہو کر، یعنی دعا کروانے والے کی اور دعا کرنے والے کی دعا جب اکٹھی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لائے گی۔ اور بعض دفعہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا اللہ تعالیٰ کسی اور رنگ میں دعا قبول کر لیتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اسی طرح مانے جس طرح بندہ مانگ رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’قضاء وقدر کا دعا کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ دعا کے ساتھ معلّق تقدیر ٹل جاتی ہے۔ جب مشکلات پیدا ہوتے ہیں تو دعا ضرور اثر کرتی ہے۔ جو لوگ دعا سے منکر ہیں ان کو ایک دھوکہ لگا ہوا ہے۔ قرآن شریف نے دعا کے دو پہلو بیان کئے ہیں۔ ایک پہلو میں اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور دوسرے پہلو میں بندے کی مان لیتا ہے۔ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ﴾ (البقرۃ:156) ‘‘۔ میں تو اپنا حق رکھا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خوف اور بھوک سے آزماؤں گا۔ فرمایا کہ اس ’’میں تو اپنا حق رکھ کر منوانا چاہتا ہے۔ اور نون ثقیلہ کے ذریعے جو اظہار تاکید کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ قضائے مبرم کو ظاہر کریں گے۔ تو اس کا علاج ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ:157) ہی ہے‘‘۔ اور دوسرا وقت جب اللہ تعالیٰ منوانا چاہتا ہے تو پھر یہی اس کا علاج ہے۔ پھر اس کی رضا پہ راضی ہوں۔ اور فرمایا کہ: ’’دوسرا وقت خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کی امواج کے جوش کا ہے۔ وہ ﴿اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن: 61) میں ظاہر کیا ہے‘‘۔ کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔ تو دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خود منواتا ہے، خود قرآن شریف نے فرمایا ہے دوسرا یہ کہ کبھی بندے میں جوش پیدا کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم میرے سے دعا مانگو میں ضرور قبول کروں گا۔

فرمایا: ’’پس مومن کو ان دونوں مقامات کا پورا علم ہونا چاہئے۔ صوفی کہتے ہیں کہ فقر کامل نہیں ہوتا جب تک محل اور موقع کی شناخت حاصل نہ ہو بلکہ کہتے ہیں کہ صوفی دعا نہیں کرتا جب تک کہ وقت کو شناخت نہ کرے‘‘۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’الغرض دعا کی اس تقسیم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنی منوانا چاہتا ہے اور کبھی وہ مان لیتا ہے۔ یہ معاملہ گویا دوستانہ معاملہ ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی جیسی عظیم الشان قبولیت دعاؤں کی ہے اس کے مقابل رضا اور تسلیم کے بھی آپ اعلیٰ درجہ کے مقام پر ہیں‘‘۔ کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول فرمائی ہیں۔ اور بڑے عظیم الشان قبولیت دعا کے نظارے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جہاں تکالیف پہنچیں لیکن آپ نے بڑے صبر سے اس کو برداشت کیا اور خوشی سے ان کو تسلیم کیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’جو لوگ فقراء اور اہل اللہ کے پاس آتے ہیں۔ اکثر ان میں سے محض آزمائش اور امتحان کے لئے آتے ہیں۔ وہ دعا کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں‘‘۔ ان کو اصل میں وہ آزمانا چاہتے ہیں۔ ان کو دعا کی حقیقت کا نہیں پتہ ہوتا۔ جس طرح ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اب کیوں نہیں کرتے۔ ’’اس لئے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔ عقلمند انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے............۔ جو لوگ دعا کے منافع سے محروم ہیں۔ ان کو دھوکہ ہی لگا ہوا ہے کہ وہ دعا کی تقسیم سے ناواقف ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 167-168 جدید ایڈیشن) یعنی اس چیز سے ناواقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی مانتا ہے کبھی نہیں مانتا۔ جب نہیں بھی مانتا تو اپنے بندے کے لئے کوئی اور سامان پیدا فرما دیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں، ان میں سے سب سے زیادہ اسے عافیت طلب کرنا محبوب ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آچکا ہو، اور اس کے مقابلے پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو‘‘۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید)

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا دوسری روایت میں کہ نیکی کے علاوہ اور کوئی چیز عمر نہیں بڑھاتی۔ اور دعا کے علاوہ تقدیر الٰہی کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی۔ اور انسان یقیناً اپنی خطاؤں ہی کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہوتا ہے رزق سے محروم کیا جاتا ہے‘‘۔ (سنن ابن ماجہ۔ مقدمہ باب فی القدر)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: ’’اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں ہے‘‘۔ (ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی فضل الدعاء)

تو جب خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں گے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ضرور پھر پکار سنتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ جو بندے میری باتوں پر بھی عمل کریں۔ تو اگر جائزہ لیں اور اگر ہم سارے جائزہ لیتے رہیں تو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتنی باتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ خودبخود اس جائزے کے ساتھ ہی دعا کی قبولیت کے نہ ہونے کے شکوے دور ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل عزت دعا کرنے والا اس لئے ہے کہ وہ خالص ہو کر اس کے آگے جھکتا ہے اس کے آگے، اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے، اس سے فریاد کرتا ہے، اس میں کوئی دکھاوا نہیں ہوتا۔ وہی صاحب عزت ہے جو اس کی رضا کی خاطر کر رہا ہے اور یہ چھپ کر بھی ہوتا ہے اور ظاہر بھی ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہوسکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں۔ ان کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے‘‘۔ انسان کے اندر موجود ہوں لیکن انسان وہ کبھی نہ کرے۔ اس لئے استغفار کرنی چاہئے۔ ’’اور اندر ہی اندر جل بھن کر راکھ ہو جاویں‘‘۔ استغفار کی وجہ سے وہ وہیں ختم ہو جائیں۔ فرمایا کہ: ’’یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ اور استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو، ہر مذہب وملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا‘‘۔ جو دنیا کے حالات ہیں، ان کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور استغفار کرنی چاہئے۔ ہر احمدی اس سے محفوظ رہے۔ ’’پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 218 جدید ایڈیشن) اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا حاصل کرنے اپنا قرب حاصل کرنے کے لئے صدقہ اور مالی قربانیوں کو کرنے کی اور دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ایک افسوسناک اطلاع بھی ہے کہ سلسلہ کی ایک بزرگ، مخیّر خاتون محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ کل وفات پا گئی ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت نواب محمد دین صاحب کی صاحبزادی تھیں جنہوں نے ربوہ کی زمین لینے کے لئے اس کے حصول کے لئے اور پھر بعد میں پلاننگ وغیرہ کی منظوری کے لئے بہت کام کیا ہوا ہے۔ اور حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں ان کے اس کام کی وجہ سے بڑا زبردست خراج تحسین پیش کیا تھا۔ محترمہ مجیدہ بیگم صاحبہ خود بھی مالی قربانیوں میں ہمیشہ صف اول میں رہی ہیں۔ اور جماعتی خدمات کے لحاظ سے جو رپورٹ مجھے ملی ہے، لجنہ اس کو ویری فائی (Verify) کرلے گی، کہ دہلی، کراچی اور لندن میں صدر لجنہ کے طور پر کام کرتی رہی ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ بھی تھیں اور 1/3 حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی اور اپنی زندگی میں ہی تمام حصہ وصیت جائیداد وغیرہ ہر چیز کا ادا بھی کر دیا تھا۔ اور اس کے علاوہ بھی جو متفرق مالی قربانیوں کی تحریک خلفاء کی طرف سے ہوتی رہی اس میں بھی آپ نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ خلافت رابعہ کے ابتداء میں ان کے خاوند چوہدری شاہنواز صاحب مرحوم نے ذہین طلبہ کی پڑھائی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باہر ہی ایک بڑی رقم پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا جو وہ پیش کرتے رہے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ محترمہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ نے بھی اس کو اپنے اور اپنے خاوند کی طرف سے جاری رکھا۔ نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس رقم میں اضافہ بھی فرمادیا۔ اور اب تک اس خطیر رقم سے اس کی ادائیگی ہو رہی ہے اور کافی طلبہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا یہ فنڈ تعلیمی قائم کیا گیا تھا، دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں طلبہ اور امریکہ یا یورپ میں اگر اعلیٰ تعلیم اس فنڈ سے حاصل کر چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی غریب طلبہ کو بھی ہر سال وقتی امداد یا وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا جو فنڈ جاری تھا اس سے ہندوستان، نیپال اور افریقہ کے بعض سکولوں کو چلانے کے لئے گرانٹ بھی دی جاتی ہے۔ تو ایک جاری صدقہ تھا جو ان کی طرف سے تھا۔ اور ہزاروں طلبہ نے ان سے فیض اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ صدقہ جاریہ ہمیشہ جاری رکھے اور یہ صدقہ ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنتا رہے۔

آپ غریبوں سے بے انتہا ہمدردی کرنے والی اور کافی غیر محسوس طریقے پر بھی مدد کرنے والی تھیں۔ اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں میں ہر دلعزیز تھیں، بہت پسند کی جاتی تھیں۔ اور انہیں اکٹھا رکھنے میں بھی انہوں نے بعض جگہوں پہ بہت اہم کردار ادا کیا کیونکہ ان کے جو بھی عزیز مجھے ملے ہیں انہوں نے ہمیشہ ان کی تعریف ہی کی ہے۔

خلافت احمدیہ سے بھی ان کا ایک خاص اور بے انتہا پیار اخلاص وفا کا تعلق تھا۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی بہت محبت کرنے والی اور ہر چھوٹے بڑے کا بے حد احترام کرنے والی تھیں۔ جتنے زیادہ اللہ تعالیٰ نے مالی لحاظ سے ان پر فضل فرمائے اتنی زیادہ ان میں عاجزی پیدا ہوتی گئی۔ اور یہ نظارے ہمیں آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہی نظر آتے ہیں۔ لوگوں کے پاس پیسہ آجائے تو عاجزی آنے کی بجائے دماغ خراب ہو جاتے ہیں۔

مالی وسعت نے انہیں صدقہ وخیرات اور جماعت کی خاطر مالی قربانیوں میں اور بڑھایا۔ اور یہ جو مَیں نے مالی قربانی، دعا اور صدقے کا جو مضمون بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سب کچھ کرو تو اس میں ان کی بھی ایک اعلیٰ مثال تھی۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اور نسلوں کو بھی انہیں کی طرح اللہ کی مخلوق کا بھی خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت کی خاطر مالی قربانیوں میں بھی صف اول میں شامل رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور ان کی تمام نیکیوں کو ہمیشہ ان کی اولاد کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ہر ایک عمل انسان کا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے آثار دنیا میں قائم رہیں وہ اس کے واسطے موجب ثواب ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہر ایک عمل جو نیک نیتی کے ساتھ ایسے طور سے کیا جائے کہ اس کے بعد قائم رہے وہ اس کے واسطے صدقہ جاریہ ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کئی سکول بھی ان سے چل رہے ہیں۔ یہ تو ایک صدقہ جاریہ ہے اور خدا کرے جاری بھی رہے اور اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی اس کی توفیق دے۔ ماشاء اللہ ان کی اولاد بھی اور آگے نسلیں بھی ان کی تربیت کی وجہ سے جماعت اور خلافت کے ساتھ ان کا ایک خاص تعلق ہے اور بڑا اچھا تعلق نبھا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان کو توفیق دیتا رہے۔ یہ انہی قربانیوں کو جاری رکھیں جو ان کے والدین نے کیں اور یہی قربانیاں ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنتی رہیں۔

M. S. DOUBLE GLAZINGLTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact : **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS & COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ
’’دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اُٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ 72,73)

بعض لوگوں کی صرف دنیا کمانے اور نفس کی خواہشات کی طرف توجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آواری اور دینی معاملات کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس لئے انجام بخیر ہونے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا: ’’اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔ اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔ اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔ تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔ بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔ لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو۔ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ‘‘۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

تو یہ وصیت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ اُسے نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے‘‘۔(ترمذی کتاب الزھد۔باب ما جاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہئے اُس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیت میں فرماتے ہیں کہ:۔ ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم، صدق کا قدم ہے‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 309)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق، آپ کے ارشادات کو سن کر، آپ کی خواہشات کو دیکھ کر جو شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے کہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اور اگر کامل اطاعت گزار اور تمام باتوں کو دل سے تسلیم کرنے والا ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف صدق سے قدم اُٹھانے والا ہے اور اس کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔

پھر اسی رسالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر بتایا کہ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے۔ جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کر سکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے۔

آپ 1905ء میں فرماتے ہیں کہ:
’’مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اِس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن‘‘۔

اور پھر فرمایا کہ: ’’میں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف اُن لوگوں کو اِس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے تُو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ اٰمِیْـن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

فرمایا: ’’اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْـزِلَ فِیْهَـا کُـلُّ رَحْمَةٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا‘‘۔

’’پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اُن مصارف کے لئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض اُنہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے، نہ دوسروں سے‘‘ ’’ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعتِ توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں‘‘۔

’’دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اُس کی موت کے بعد دسواں حصہ اُس کے تمام ترکہ کا حسبِ ہدایت اس سلسلہ کے اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ احکامِ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا‘‘۔

فرمایا: ’’خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔

اب زمانہ ایسا آرہا ہے جب کہ یہ باتیں ظاہر بھی ہونا شروع ہوگئی ہیں اُن باتوں کے علاوہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج کی ہیں۔ پتہ لگتا ہے کہ مزید کہاں کہاں خرچ کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی یہ خرچ ہوسکتے ہیں۔

پھر فرمایا: ’’یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اُس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے‘‘۔

تو آپ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ توقع رکھی ہے کہ ایسی جماعت پیدا ہوگی اور ضرور پیدا ہوگی جو یہ مردانہ کام دکھائے اور اس جوش اور جذبے کے ساتھ نظام میں شامل ہو اور قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہوگی۔

پھر فرمایا: ’’تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچّا اور صاف مسلمان ہو‘‘۔

اور پھر چوتھی شرط ہے جو اصل میں اس کا ضمنی نوٹ ہی ہے کہ: ’’ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 316تا320)

اس نظام کو قائم کیئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سَو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سَو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کیئے۔

پھر بہت سے لوگوں کی طرف سے یہ تجویزیں بھی آئی ہیں کہ 2008ء میں خلافت کو بھی سَو سال پورے ہو جائیں گے اس وقت خلافت کی بھی سَو سالہ جوبلی منانی چاہئے تو بہرحال وہ تو ایک کمیٹی کام کر رہی ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں، رپورٹس دیں گے تو پتہ لگے گا۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہے تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک تقریر فرمائی جلسے کے موقع پر 'نظام نو' کے نام سے چھپی ہوئی کتاب ہے۔ اُسے پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آج کل دنیا کے ازموں اور مختلف نظاموں کے جو نعرے لگائے جارہے ہیں وہ سب کھوکھلے ہیں۔ اور اگر اس زمانے میں کوئی انقلابی نظام ہے جو دنیا کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو روح کی تسکین کا باعث بن سکتا ہے، جو انسانیت کی خدمت کرنے کا دعویٰ حقیقت میں کرسکتا ہے تو وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیش کردہ نظام وصیت ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام کی قدر نہ کرنے والوں کو انذار بھی بہت فرمایا ہے، ڈرایا بھی بہت ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:۔ ’’بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿الٓـمّٓ۔ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْـرَكُـوْا اَنْ يَّـقُـوْلُـوْا اٰمَـنَّـا وَهُـمْ لَا يُـفْتَنُـوْنَ﴾ (العنکبوت:2-3) کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے اور ابھی اُن کا امتحان نہ کیا جائے؟ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر دُور از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اُس نے ایسا ہی کیا‘‘۔

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20۔صفحہ 327,328)

فرمایا: ’’یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدُّنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَـا وَعَـدَ الـرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْن‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328،329)

پس غور کریں، فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

کمپیوٹر

خریدنے سے پہلے اور بعد

(نذیر احمد مظہر، ٹورنٹو۔ کینیڈا)

کمپیوٹر موجودہ دور کی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے اور اب روزمرہ کی ایک اہم ضرورت بنتی جا رہی ہے۔ اس کے فوائد اور استعمالات کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ہم صرف چند چیدہ چیدہ گنوا دیتے ہیں۔ کمپیوٹر کی حیرت انگیز یادداشت (Memory) کو زیر استعمال لاتے ہوئے ہر شعبہ زندگی سے متعلقہ معلومات کو محفوظ (Save) کرکے ہر ذہنی صلاحیت کے انسان کی پہنچ اور دسترس میں کر دیا جاتا ہے۔ پھر کمپیوٹر نے انٹرنیٹ کے مواصلاتی نظام کی بدولت دُنیا کو سمیٹ کر ایک عالمی بستی (Global Village) کی صورت دے دی ہے اور ہر مُلک، ہر خطے کی پل پل کی تازہ خبریں، معلومات، موسم، حالات واقعات سب کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور لُطف کی بات تو یہ ہے کہ کمپیوٹر یہ سب کُچھ گھر بیٹھے ہر شخص کی دسترس میں پل جھپکنے میں جادو کی چھڑی کی طرح حاضر کر دیتا ہے۔

نیٹ پر مذہب، طب، صحت، ثقافت، تمدن، تہذیب، تاریخ، فلسفہ، نفسیات، جغرافیہ، کھیل، فنون، سائنس، لسانیات، رومانیات، ادب، سیاحت، شاعری، بزنس، موسیقی، سیاست، نت نئی ایجادات غرض جو کُچھ بھی آپ سوچ لیں اُن سب کے بارہ میں معلومات کا ایک گویا جہان ملے گا۔ پھر اسی کمپیوٹر کی بدولت گھر بیٹھے پوری دُنیا سے زبانی قلمی تصویری رابطے ہو سکتے ہیں۔ الغرض کمپیوٹر کے ذریعہ حاصل ہو سکنے والے ان گنت ثمرات وفوائد کی فہرست دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور یوں گویا لامحدود ہے اور فی زمانہ کہیے کہ ایک گرال قدر نعمتِ خداوندی ہے۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہوا۔

اس تصویر کا دوسرا رُخ

کمپیوٹر کا منفی اور ضرر رساں استعمال ہے اور دیگر اشیاء کی طرح باوجود ایک انتہائی مفید اور بنیادی ضرورت کی شکل اختیار کر جانے کے کمپیوٹر کا اگر غلط استعمال کیا جائے تو نتائج ناقابلِ بیان حد تک بھیانک ہو سکتے ہیں۔ کمپیوٹر کے مثبت پہلوؤں پہ زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہر ذہنی صلاحیت کا فرد اس سے خوب خوب آگاہ ہے۔ مگر کمپیوٹر کے استعمال کے منفی اور تاریک پہلوؤں سے عموماً کئی لوگ بے خبر اور لاعلم ہیں۔ ہم زیرِ نظر مضمون میں اِن تاریک گوشوں پر کسی قدر روشنی ڈالنے اور علاج تجویز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کمپیوٹر خریدنے سے پہلے

کمپیوٹر کے مثبت پہلو چونکہ سب پہ عیاں اور ظاہر و باہر ہیں لہٰذا بچے جونہی لکھنے پڑھنے کی عمر کو پہنچتے ہیں اُن کا پہلا مطالبہ کمپیوٹر خرید کر اُن کے کمرہ میں سجا دینے کا ہوتا ہے اور اب چونکہ کمپیوٹر کی قیمتیں عموماً ہر فیملی کی دسترس میں ہوتی ہیں لہٰذا سادہ لوح والدین بچوں کے اس مطالبہ کا ہر ممکن جلد احترام کرتے ہیں جبکہ اس اسٹیج پہ ناپختہ ذہن کے بچوں کیلئے کمپیوٹر اُن کے الگ کمرہ میں اور وہ بھی نیٹ کنکشن کے ساتھ ہونا خطرہ سے ہرگز خالی نہیں ہے۔ پھر اس عمر سے ذرا بڑے ٹین ایجر (Teenager) بچے یعنی 13 سے 19 سال کے بعض اوقات اپنے بعض ہمجولی کلاس فیلو دوستوں سے بعض ویب سائٹس کی دلفریب اور دلکش باتیں سنتے ہیں تو وہ اپنے سادہ لوح والدین سے ہٹ دھرمی سے اور اصرار و تکرار سے کمپیوٹر خریدنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور بصورتِ دیگر سکول جانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ بہت سے والدین تو ان سب حربوں سے قبل ہی اور بسا اوقات تو بچوں کے مطالبہ کے بغیر ہی کمپیوٹر خرید کر نیٹ کنکشن سیٹ کرکے اُن کے کمرہ میں سجا دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی دانست میں بچوں کی بنیادی ضرورت پوری کر رہے ہوتے ہیں۔

کمپیوٹر خریدنے کے بعد

آج کے بعض نوجوان اپنے والدین سے نام نہاد علمی تحقیق وجستجو کی خاطر کمپیوٹر خریدنے پر اصرار کرتے ہیں مگر ابتداءً اُن کا مقصد نیک نیتی پر مبنی نہیں ہوتا۔ پسِ پردہ اُن کا مقصد منفی تحقیق وتلاش اور روابط کا قیام ہوتا ہے۔ یہ رابطے زبانی، قلمی اور تصویری ہر طرح کے ہو سکتے ہیں۔ چونکہ ان روابط کا نہ کسی دوسرے کو پتہ چل سکتا ہے لہٰذا انہیں روکا بھی نہیں جاسکتا ہے نتیجتاً بہت سے نوجوان بچے بچیاں غلط راہوں پر چل نکلتے ہیں۔ ناپختہ ذہن کے باعث ایسے ایسے اقدام کر بیٹھتے ہیں جو صرف ان کو ہی نہیں بلکہ ان کے خاندانوں کو بھی تباہ و برباد کرکے رکھ دیتے ہیں۔ مزید دشمنیاں اور عداوتیں جنم لیتی ہیں۔ چند پہلوؤں کو ذرا کھول کر بیان کرتے ہیں۔

تعلیمی تنزل بوجہ ضیاعِ وقت

یہ بچے بچیاں علمی تحقیق کے نام پر اپنے ماں باپ و بزرگان کی سادگی و اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے تعلیمی مشاغل سے ہٹ کر اور بھٹک کر اپنے قیمتی وقت کا بیشتر حصہ اس منفی تحقیق وجستجو و روابط استوار کرنے پر صرف کرنا شروع کر دیتے ہیں اور پڑھائی میں ان کا گراف مسلسل نیچے گرتا چلا جاتا ہے۔ بچے اپنے ہوم ورک کما حقہ نہیں کر پاتے اور ہر مضمون کو مطلوبہ وقت نہیں دے سکتے کیونکہ اسکول ٹائم کے بعد گھر پہ پڑھائی کیلئے میسر وقت تو کمپیوٹر پہ نیٹ سرفنگ (Net Surfing) کی نظر ہو جاتا ہے۔ دیگر امانتوں کی طرح وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم سب کے پاس ایک امانت ہے اور اس کا ضیاع امانت میں خیانت ہے اور یوں ایک گناہ ہے۔ اس پہ مستزاد یہ ہے کہ وقت ایسی سرگرمیوں میں صرف ہو جو کہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور ناراض کرنے والی ہیں۔ لہٰذا اس اہم نکتہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنی اولاد کے وقت کے مثبت سرگرمیوں میں صرف ہونے کو یقینی بنانا والدین کا اولین فرض ہے۔

علمی انحطاط بوجہ ذہنی انتشار

تعلیمی ترقیات ذہنی یکسوئی اور پاکیزگئ خیالات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ جب ذہن منتشر و پراگندہ ہو اور روحانیت و اخلاقیات کی جگہ رومانیت وجنسی اشتہاء لے لیں اور طالب علم کا ذہن ان فضولیات کی آماجگاہ بن جائے تو اُس کی تعلیمی ترقیات وہیں رُک جاتی ہیں۔ ان منفی سرگرمیوں کے باعث حافظہ کی صلاحیت بُری طرح متاثر ہوتی ہے اور سیکھنے اور مثبت سمت میں آگے بڑھنے کے قویٰ زنگ آلودگی اور شکست وریخت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ قویٰ منفی استعمال کے باعث دوسری اخلاق سوز سرگرمیوں کی نظر ہو رہے ہوتے ہیں۔

اخلاقی ودینی گراوٹ

جوں جوں انسان رومانی اور جنسی بے راہ روی کی راہوں پہ گامزن ہوتا جاتا ہے اُس کی اخلاقی، مذہبی و دینی قدریں آہستہ آہستہ کند پڑنا شروع ہوتی جاتی ہیں۔ بڑوں کی عظمت واحترام، بچوں سے اُنس و پیار اور غریبوں کی محبت اور ایثار جیسے اخلاق ایسے فرد سے گویا چھین لئے جاتے ہیں۔ بجائے اس کے ذاتی اور نفسانی خواہشات واشتہاء کا گویا جہنم موجزن ہونے لگتا ہے اور جھوٹ اور دیگر قبیح عادتیں راسخ ہونے لگتی ہیں۔ روشنی کی جگہ تاریکی، علم کی جگہ جہالت اور اخلاق و مروت کی جگہ بداخلاقی و بے مروتی لینے لگتے ہیں۔

Jalebe

دھوکہ دہی اور فول بنانا

کمپیوٹر پر آج کل دوسروں کو فول بنانے، گھٹیا مذاق، جذبات سے کھیلنا، دھوکے بازی، اور منفی تفریحات بہم پہنچا کر رقم بٹورنے کی مہمیں زور وشور سے جاری ہیں، ای میل اور چیٹنگ (Chatting) میں ایک ایک شخص نے کئی کئی اکاؤنٹ بنائے ہوتے ہیں اور IDS شناخت گرگٹ کی طرح شکلیں بدلتی رہتی ہے۔ کسی جگہ ایک شخص سکول، کالج یا یونیورسٹی کا طالب علم ہوتا ہے تو دوسری جگہ وہی شخص تاجر ہوتا ہے۔ کہیں مرد کہیں عورت، کہیں جوان، کہیں بوڑھا۔ گویا نام، جنس، عمر، شکل وصورت، تعلیم، پیشہ، آمدنی، پتہ، ازدواجی حیثیت ہر بارہ میں مختلف اور رنگا رنگ کے روپ دھارے جاتے ہیں۔ شادی کی تجویزیں دی جاتی ہیں۔ Voice Chat (آڈیو چیٹنگ) میں مرد عورتوں جیسی اور عورتیں مردوں جیسی آوازیں نکال کر دھوکہ دہی کے دھندے چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وڈیو کیمرہ (Web Cam) کے ذریعہ سبز باغ دکھا کر لوٹنے اور اپنے جال میں پھنسانے کے لئے نت نئے طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے سادہ لوح لوگ (عورتیں یا مرد) جو جیون ساتھی کی تلاش میں ہوتے ہیں وہ شادی آن لائن اور دیگر سائیٹس کے ذریعہ عجیب وغریب قسم کے فراڈوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور بعد میں پچھتاوہ اور بدنامی سادہ لوح لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔ غریب ممالک کے کئی لوگ امیر ممالک میں آنے کے جنون اور امیر ہونے کے چکر میں اپنی پہلی پونجی بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔

عقدۂ لاینحل

کئی والدین یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان کا نورِ چشم جو پڑھائی میں پہلے نمایاں تھا کمپیوٹر کے گھر میں ورود کے بعد پڑھائی میں کچھ زیادہ ہی توجہ دینے لگ گیا ہے۔ استغراق وانہماک اور ذہنی یکسوئی کی خاطر اپنے کمرہ کا دروازہ ہی نہیں بلکہ کھڑکیاں تک بند کر کے ساری ساری رات جاگ جاگ کر محنت کرتا ہے اور نتیجتاً صحت بھی گر رہی ہے۔ مگر عجیب توارد ہے کہ پڑھائی میں اس کا قدم پیچھے کو ہے۔ یہ کیسی علمی ترقی ہے جو کمپیوٹر کے دم قدم سے ہوئی ہے؟ ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا؟ مگر دیکھئے یہ استغراق پڑھائی میں نہیں بلکہ منفی تحقیق ولذّات کی تسکین کی نہ بجھنے والی آگ کی پیاس بجھانے کی طلب میں ہے جس کی اشتہاء بڑھتی ہی جاتی ہے اور مثبت صلاحیتوں کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور ناپختہ ذہن افراد نہ دُنیا کے رہتے ہیں نہ دین کے۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، کمپیوٹر نے کیا ہی

اعلیٰ معیار کی ضامن

چناب سویٹس

ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے

Chanab Sweets

Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen

Germany

Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347

Mobile: 0162 8909960

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

عجب رنگ دکھلائے!

معاشی بوجھ

کمپیوٹر اور اس کے دیگر لوازمات، ان کی شکست وریخت، مرمت ، خریداری، انٹرنیٹ کا ماہانہ بل سب ملا کر خاصا معاشی بوجھ بن جاتا ہے جو والدین کے کمزور کندھوں پر مزید آن پڑتا ہے۔ اگر تو کمپیوٹر کا استعمال ضرورت کے تحت اور مثبت اور مفید مقاصد کے لئے ہو تو یہ ہرگز مہنگا سودا نہیں ہے۔ لیکن اگر خُدا نخواستہ منفی استعمال ہے تو واقعی ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا!

معکوس علمی و عملی ترقی

مذکورہ منفی اسٹڈیز اور تحقیقات علمی ترقی کو Reverse Gear لگا دیتی ہیں اور تعلیمی ترقیات کی گاڑی آگے کی طرف حرکت کرنے کی بجائے پیچھے کی طرف لڑھکنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ کمپیوٹر کے غلط استعمال کی ایک واضح علامت ہے جسے پہچاننا والدین اور بڑوں کا فرض ہے۔

صحت کا زیاں

کمپیوٹر کے سامنے مسلسل بیٹھ بیٹھ کر بے خوابی، قبض، خرابی ہاضمہ، ڈپریشن وکئی دیگر عوارض لاحق ہو سکتے ہیں بالخصوص اسکرین پر مسلسل نظریں جمائے رکھنے سے ضعفِ بصارت کا عارضہ لاحق ہوسکتا ہے۔ رات کو دیر تک جاگ جاگ کر بندہ بدحال ہو جاتا ہے اور صبح دیر سے اُٹھنے سے اپنے کاموں کو بروقت سرانجام نہیں دے پاتا اور استعدادِ کار گھٹ کر کم ہوتی جاتی ہے۔ مزاج اور طبیعت میں لا ابالی پن اور گراوٹ سرایت کرتی جاتی ہے جو واضح طور پہ نمایاں نظر آجاتی ہے۔ جو طلبا کمپیوٹر کا منفی استعمال کرتے ہیں اور نام نہاد ریسرچ میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی چند علامات ہم بیان کر دیتے ہیں۔

کمپیوٹر روم کی صورتِ حال اور استعمال کے اوقاتِ کار

اگر تو طالب علم نے کمپیوٹر اپنے کمرہ میں رکھا ہوا ہے اور دورانِ استعمال کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں بند ہوتی ہیں اور عمومی طور پر طالب علم کمپیوٹر اس وقت استعمال کرے جب باقی افرادِ خانہ خوابِ استراحت میں ہوں تو یقیناً دال میں کچھ ضرور کالا ہے بلکہ گمان غالب ہے کہ زیادہ تر یا سب کچھ ہی کالا کالا ہی ہے اور منفی سرگرمیاں ہو رہی ہیں۔ جو لیونگ روم اور سب کی موجودگی میں انجام نہیں پاسکتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

سِفلیات کی بے کنارہ آگ اور روحانیات کا جاری سمندر

کمپیوٹر میں سفلیات کا ایک اَلاؤ بھڑک رہا ہوتا ہے ناپختہ ذہن وقتی تلذذ وتسکین کی خاطر آگے سے آگے گھستے جاتے ہیں۔ ان کے اندر یہ آگ اور بھی زیادہ شعلہ زن ہوتی چلی جاتی ہے گویا یہ ایک ارضی جہنم ہے جو دوسری طرف روحانیت سے بھرپور مفید معلومات گویا ارضی جنت کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر ماؤس کے ایک کلک کی دُوری پہ ہے۔ اس طور قرآن کریم کی آخری زمانہ کے بارہ میں جہاں دیگر پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں وہاں ﴿وَاِذَاالْـجَـحِيْمُ سُعِّرَتْ﴾ اور ﴿وَاِذَاالْـجَنَّةُ اُزْلِفَتْ﴾ (سوره التكوير:13-14) یعنی اور جب جہنم کو بھڑکایا جائے گا اور جب جنت کو قریب کر دیا جائے گا حرف بحرف پوری ہورہی ہیں۔

نیٹ پہ اخلاق سوز ذرائع اور ان گنت عوامل ایک طرف، لیکن دوسری طرف اگر کوئی مثبت اور تعمیری کام لینا چاہے تو لاتعداد مفید چیزیں بھی حاضر وموجود ہیں۔ مثال کے طور پہ عالمگیر جماعت احمدیہ کی کئی مفید سائٹس ہیں ۔ روزنامہ الفضل ربوہ، ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ، ہفت روزنامہ بدر قادیان، ہفت روزہ مشکوٰۃ قادیان، روحانی خزائن کا گراں بہا خزانہ، اردو میں دیگر بے شمار مفید نایاب کتب، پھر عربی، چینی، جرمن، اسپینش، سواحیلی، روسی، فرنچ، ملیالم، ٹرکش، انڈونیشین، ڈچ اور دیگر زبانوں میں جماعت کا تعارف اور تبلیغی لٹریچر ہر آن موجود ہے۔ ایم ٹی اے کی Live نشریات اور بعض پرانے خطبات اور بعض کتب آڈیو فارم میں موجود ہیں جو سنی جاسکتی ہیں۔ چند کے ویب ایڈریس درج ذیل ہیں۔

www.alislam.org,
www.ahmadiyya.ca,
www.tahirfoundation.org,
www.jalsasalana.org,

کمپیوٹر پہ مثبت اسٹڈیز اور تحقیقات کی علامات اور طریق

کمپیوٹر کا بچوں کے کمرہ میں ہونا ضروری نہیں ہے اور لیٹ نائٹ اور دروازے بند کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ بلکہ کوئی مفید چیز پانے پہ دوسروں سے شیئر کیا جاتا ہے اور ایسے بچوں کا چہرہ پُر اعتماد، بارونق اور نورِ علم سے منور ہوتا ہے جبکہ منفی استعمال کرنے والوں کی علامات اسکے برعکس ہوتی ہیں۔ گویا کمپیوٹر کا مثبت استعمال کرنے والوں کی سرگرمیوں کی خوشبو اور مہک جداگانہ نوعیت کی ہوتی ہے اور ایسے فرد کی معلومات اور تعلیمی سرگرمیوں میں دن بدن بہتری آتی جاتی ہے۔

معزز والدین بچوں کو کمپیوٹر خرید کر دینے سے قبل چند ایک اُمور پہ خوب غور کر لیجئے کیونکہ یہ ایک نہایت اہم چیز ہے جس کے نتائج نہایت مثبت بھی ہوسکتے ہیں اور انتہائی منفی بھی، آیا آپ کے بچے مثبت مقاصد کے لئے کمپیوٹر لینا چاہ رہے ہیں؟ پھر کمپیوٹر خریدنے سے قبل ان سے اقرار لے لیجئے کہ وہ ہمیشہ مثبت مقاصد کیلئے استعمال کریں گے اور کمپیوٹر کو ڈرائینگ روم وغیرہ میں جو کامن روم ہو اور سب اہل خانہ کے زیرِ استعمال ہو اُس میں کمپیوٹر رکھنے کا وعدہ لیں۔ جب کمپیوٹر گھر میں آجائے تو سب سے پہلے اگر آپ خود اس قدر ایکسپرٹ نہیں تو کسی واقف کار ایکسپرٹ سے مخرب اخلاق ویب سائیٹس کو بلاک کروادیں۔ کمپیوٹر استعمال کے اوقات کار آپ کے علم میں ہونے ضروری ہیں اور لیٹ نائیٹ (Late Night) استعمال کی اجازت نہ دیں۔ ویب سائیٹس جو کمپیوٹر پہ دیکھی گئی ہوں اُن کا ایک ریکارڈ کمپیوٹر میں رہتا ہے اور آپ Keyboard کی مدد سے بھی وہ ہسٹری چیک کرسکتے ہیں، Last Visited اور Most Visited سب چیک کرسکتے ہیں۔ یہ عمل گاہے بگاہے ہوتا رہنا چاہئے۔ آپ کے گھر میں پوسٹل میل (ڈاک) آتی ہے تو والدین بغور چیک کرتے ہیں کہ بچوں کے نام کوئی غلط یا مشکوک خط تو نہیں ہے۔ کمپیوٹر پہ آنے والی ای میل (ڈاک) عام پوسٹل لیٹرز سے کہیں زیادہ خطرناک ہوسکتی ہے لہٰذا بچوں کے ای میل اکاؤنٹس ہمیشہ آپ کی نظر میں رہنے چاہئیں اس کے لئے بچوں کے ای میل کے ایڈریس اور پاس ورڈز (Passwords) کا آپ کو علم رہنا چاہئے۔ بلکہ اپنے ای میل کے ایڈریس اور پاس ورڈز بچوں کو بھی بتا دیا کریں اور اپنے ای میل اُن سے بھی چیک کرواتے رہیں تا کہ اُن کو باہمی اعتماد کا احساس رہے۔

لمحۂ فکریہ:

کمپیوٹر کا منفی استعمال انٹرنیٹ کی صورت، ای میل، چیٹنگ، بے سود کمپیوٹر گیمز وغیرہ کی صورت میں خصوصًا نوجوان طبقہ ناپختہ ذہنوں کو بُری طرح سے اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے اور دینی و دنیوی ہر لحاظ سے برباد کرنے میں مصروف ہے۔ اہلِ قلم حضرات و خواتین کی خدمت میں مودٔبانہ التماس ہے کہ اس کام کو موضوع بنا کر اپنی توجہ کا خاص مرکز بنا کر اس ضمن میں قلمی جہاد کریں، اس پر بکثرت مضامین تحریر فرمائیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی بارہا اس پہلو کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔

آخری بات

معزز قارئین! اگر آپ کے گھر میں کمپیوٹر کا مثبت استعمال ہو رہا ہے تو خیر و برکت اور مسرت و انبساط کا مقام ہے لیکن اگر صورتِ حال اسکے برعکس ہے تو آپ اس کے جوابدہ اور قصوروار ہیں اور اس کا تدارک آپ کی پہلی ترجیح اور اولین فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کما حقہ بجالانے اور نئی نسل کی بہترین تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ ٹوگو کی تربیتی مساعی

(رپورٹ: عبد القدوس ۔مبلغ ٹوگو)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سرزمین افریقہ تشریف لائے تو آپ نے جماعتی عہدے داران کو بے بہا قیمتی نصائح سے نوازا اور خاص طور پر جماعتی ممبران کی تعلیم وتربیت پر زور دیا۔ اور تربیتی کلاسیں کثرت سے منعقد کرنے کی ہدایات دیں۔ پیارے آقا کی زرّیں ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جماعت احمدیہ ٹوگو (TOGO) نے حضور انور کے دورۂ بینن کے بعد فوراً کلاسوں کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس وقت تک محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تیسری کامیاب تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ اس کلاس میں ملک کے طول وعرض کے 18 مقامات سے 32 ممبران جماعت، داعیان و معلمین نے حصہ لیا اور یہ کلاس 16 ستمبر 2004ء تا 30 ستمبر NOTSE (نوچے) جماعت احمدیہ ٹوگو کے مرکز میں منعقد کی گئی۔ مسجد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے میں رہائش و آرام اور دوسرے میں کلاسوں اور نمازوں کا اہتمام کیا گیا۔ کلاس کے ایام میں باقاعدہ نماز تہجد کا اہتمام ہوتا رہا۔ کلاس کے دوران نماز فجر کے بعد قرآن کریم کی تلاوت اس کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پیش کی جاتی رہی۔ روزانہ اوقات مقرر کر کے قاعدہ یسرّنا القرآن وتلاوت قرآن کریم میں تلفظ کی درستی، فقہی مسائل، احمدیہ علم کلام اور عام دینی معلومات سبقاً پڑھائی گئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے محدود وسائل و رہائشی مشکلات کے باوجود تمام ممبران کلاس نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دلجمعی اور خوشدلی سے سارا وقت علم حاصل کرنے میں گزارا۔ الحمدللہ۔

قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سب شرکاء کلاس کو بہترین جزا دے۔ ان کے سینوں کو نور ایمان سے بھر دے اور جو جذبہ ایمان یہاں سے لے کر گئے ہیں وہ ہمیشہ قائم رہے بلکہ بڑھتا چلا جائے۔

❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

المیہ ہالینڈ اور اس کے مضمرات

(زبیر خلیل خان ۔ جرمنی)

ایک فلم بنانے والے کو شہر کے ایک پارک میں دن دہاڑے پہلے گولی ماری گئی اور پھر تیز دھار چاقو سے موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ واقعہ کے بعد شہر کی گلیاں غصہ سے بھرے ہوئے احتجاج کرنے والے افراد سے بھر گئیں ۔ پولیس نے چھاپے مارے تو اس پر بھی گرنیڈ سے حملہ کیا گیا۔ تاہم کافی کوشش کے بعد چند دہشت گرد گرفتار کر لئے گئے ۔ بعد ازاں ایک اسلامی سکول پر بم سے حملہ کیا گیا ۔ایک دوسرے سکول کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا ۔ درجن سے زائد مساجد اور چرچوں کو آگ لگا دی گئی ۔بعض مساجد کے باہر سؤر کے سروں کو لٹکا دیا گیا ۔اور یہ ساری صورتحال ملک ہالینڈ میں رونما ہوئی جس کو بظاہر ایک پُرسکون ،خاموش اور رواداری کی روایات کا حامل ملک سمجھا جاتا ہے۔

2؍نومبر 2004ء کو 47 سالہ فلم بنانے والے THEO VAN GOGH کو اس وجہ سے قتل کر دیا گیا کہ اس نے ایک متنازعہ فلم میں مسلمان عورتوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کیا تھا۔قتل کے الزام میں ہالینڈ کے ایک مراکش نژاد شہری کو گرفتار کر لیا گیا اور اس پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ اسکے روابط ایک دہشت گرد تنظیم کے ساتھ ہیں ۔اس واقعہ کے فوراً بعد مسلمانوں کے خلاف جن نفرت بھرے جذبات کا اظہار ہالینڈ میں کیا گیا اس کو دیکھنے کے بعد اکثریت یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ ہالینڈ جو رواداری کی اعلیٰ روایات رکھتا تھا غالباً اب یہ روایات اس ملک میں ماضی کا قصہ پارینہ بن گئی ہیں۔

دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے ایک رکن پارلیمنٹ Greet Wilder کے مطابق ہالینڈ میں چونکہ ہر ایک سوچ اور نظریہ کو برداشت کر لیا جاتا ہے لہذا اس وجہ سے اب ہالینڈ کو اس روّیہ کی قیمت ادا کرنا پڑ رہی ہے ۔اس رکن پارلیمنٹ کو بھی انتہاء پسندوں کی طرف سے موت کی دھمکیاں دی جا چکی ہیں ۔2002ء میں اسلام پر تنقید کرنے والے ہالینڈ کے ایک سیاسی لیڈر PIM Fortuyn کو قتل دیا گیا تھا ۔ یہ لیڈر اسلام کو ایک دقیانوسی اور پس ماندہ تہذیب کا مذہب کہتا تھا۔اس کے قتل کے بعد لوگوں کا خیال تھا کہ ہالینڈ میں مذہبی اور تہذیبی اختلافات کا آغاز ہو چکا ہے اور اب فلم بنانے والے کے قتل کے بعد ان لوگوں کا خیال ہے کہ مذہبی اور تہذیبی اختلافات ایک باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر چکے ہیں ۔فلم میکر VAN GOGH کا قتل 26 سالہ مراکش نژاد ہالینڈ کے شہری نے کیا ہے ۔میڈیا میں اس کو Mohammad B کے نام سے مشہور کر دیا گیا ہے۔ جو کہ بذات خود ہالینڈ کے اسلام کے خلاف سخت روّیہ کی عکاسی کرتا ہے ۔ڈچ ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک تازہ سروے کے مطابق ہالینڈ کے دس شہریوں میں نو شہری اس بات سے اتفاق کرتے نظر آتے ہیں کہ ان کے ملک میں رواداری کی روایات تیزی سے عنقاء ہو رہی ہیں ۔اسی طرح ہالینڈ کے ایک مصنّف اور ڈاکومینٹری فلم بنانے والے Stan Van Hoccue نے تبصرہ کیا ہے کہ پچھلے 50 برسوں میں ہالینڈ کے بارہ میں جو یہ تاثر تھا کہ ہم ترقی پسند ،رواداری اور اخلاقیات میں دنیا میں راہنما کا درجہ رکھتے ہیں یہ تاثر تیزی سے روبہ زوال ہے اور موجودہ حالات سے تو یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ڈچ قوم میں برداشت کا جذبہ بالکل ختم ہو چکا ہے۔

مقتول VAN GOGH جو کہ ایک بڑے آرٹسٹ VINCENT VAN GOGH کا بھتیجا ہے اس نے مقتول FORTUYN کے بارہ میں بھی اپنے قتل سے قبل فلم بنانے کا منصوبہ بنا رکھا تھا جس پر تیزی سے عمل جاری تھا۔ پبلک پراسیکیوٹر کے مطابق مقتول جب فلم بنانے کے سلسلہ میں سائیکل پر سوار اپنے سٹوڈیو کی طرف جا رہا تھا اس کو پہلے گولی ماری گئی اور پھر اس کا گلا کاٹ دیا گیا۔ بعد ازاں اسی چاقو پر جس سے گلا کاٹا گیا پانچ صفحے کا ایک خط نتھی کر کے اس کے جسم میں گاڑ دیا گیا۔اب تک کی تفتیش کے مطابق قتل کا محرّک بظاہر اس فلم کے خلاف جذبات ہی لگتے ہیں۔ وہ فلم جس میں مسلمان عورتوں کے خلاف ظلم و ستم کا ذکر ہے۔ ہالینڈ کے ٹی وی پر یہ فلم ماہ اگست میں دکھلائی گئی تھی ۔تاہم ساتھ ہی دہشت گردی کے امکان کو مدّ نظر رکھتے ہوئے پولیس نے مزید پانچ افراد کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ان میں مراکش نژاد اسپین کا شہری بھی ہے۔ جو پانچ صفحہ کا خط مقتول کے جسم میں گاڑا گیا ہے وہ باقاعدہ ٹائپ کیا گیا ہے اور اس خط میں صومالی نژاد رکن پارلیمنٹ Ayaan Hirsi Ali کو مخاطب کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں Jozian Van Arrtsen جو کہ دائیں بازو کی VVD پارٹی کا لیڈر ہے اور ایمسٹرڈم کے مئیر Job Cohea کو بھی اس خط میں دھمکیاں دی گئی ہیں۔

26 سالہ مراکش نژاد ہالینڈ کا شہری قاتل شہر ایمسٹرڈم میں اپنے آباء و اجداد کے ساتھ دو نسلوں سے مقیم ہے ۔ریکارڈ کے مطابق وہ سکول کا اچھا طالبعلم تھا۔اس کے والدین اس کے بارہ میں معتدلانہ خیالات رکھتے ہیں ۔تاہم ایک قیاس یہ کیا جا رہا ہے کہ دو سال قبل جب اس کی والدہ فوت ہوگئی تھی ہوسکتا ہے وہ انتہا پسندوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ایک اغلب گمان یہ بھی ہے کہ وہ ایسے نوجوانوں میں سے نہ ہو کہ جو مغربی معاشرہ اور اسلامی معاشرہ کی انتہا پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔

ڈچ پروفیسر Maurits Burger کے مطابق یہ خطرہ اس وقت تک موجود رہے گا جب تک اسلامی رواداری کی روایات ڈچ سوسائٹی کی رواداری کی روایات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہو جاتیں ۔اس کے مطابق اگر یہودی، کیتھولک، عیسائی اور چینی مذہب والے ڈچ سوسائٹی کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتے ہیں تو مسلمان کیوں نہیں ہو سکتے اور اگر مسلمان ایسا نہیں کرتے تو پھر ان کا اس سوسائٹی میں پُرامن رہنا محال امر لگتا ہے۔ بقول پروفیسر کے 135 کلو وزنی اور ہر وقت سگریٹ پینے والے Van Hogh جیسی متعدد شخصیتیں ایسی مشکلات ہمیشہ پیدا کرتی رہیں گی ۔ وہ ہمیشہ سے ڈچ معاشرہ میں اقلیّتوں پر تنقید کرتا تھا۔ مسلمان ،یہودیوں اور کیتھولک عیسائیوں کے خلاف اس کے خیالات اور جذبات ہمیشہ سے ہی مخالفانہ تھے ۔1990ء میں بھی اقلیّتوں کے خلاف جذبات ابھارنے کے الزام میں اس پر مقدمہ قائم کیا گیا تھا ۔تاہم اس کی حمائت کرنے والے کہتے ہیں کہ اپنے جذبات کے اظہار کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ الفاظ اور فلم کا سہارا لینے کی بجائے گولیوں ، بندوقوں اور قتل کر دینے والے آلات کا سہارا لینا شروع کر دیا جائے۔

ہالینڈ کے رہائشی دس لاکھ مسلمان جو کہ آبادی کا چھ فیصد تناسب رکھتے ہیں کسی نے بھی قاتل کے اس فعل کو نہیں سراہا۔ تاہم ہر کوئی اس واقعہ کے بعد متفکّر ضرور ہے کہ اس وقوعہ نے ڈچ قوم کو مزید معاشرتی تضادات کا شکار کر دیا ہے اور ڈچ آبادی مختلف طبقاتی اور نظریاتی گروپس میں مزید تقسیم ہو گئی ہے ۔تحقیقات کے نتیجہ میں قاتل کا تعلق ایک دہشت گرد تنظیم Hofstad Netwert کے ساتھ جوڑا جا رہا ہے جو کہ شامی لیڈر Redouan Al-Assar کے زیر اثر ہے۔ حتمی صورتحال کے لئے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ہالینڈ کے ان واقعات اور حالات کے مضمرات کا فوری اثر ہمسایہ ملک جرمنی پر پڑا ہے ۔ ملک کے ہر دلعزیز اور کثیر الاشاعت ہفت روزہ رسالہ ڈیر شپیگل (Der Spiegel) نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں اس معاملہ کو بڑے زور سے اٹھایا ہے اور حکومت اور عوام کو مشورہ دیا ہے کہ جرمن معاشرہ میں بھی رواداری کے قانون کی آڑ میں مسلمان اپنی خواتین پر ظلم و ستم کا بازار گرم رکھے ہوئے ہیں ۔نوجوان بچیوں کو ان کی منشاء کے خلاف زبردستی کی شادیوں کے بندھن میں باندھ دیا جاتا ہے اور جو نوجوان لڑکیاں ان روایات کے خلاف آواز بلند کرتی ہیں یا تو انہیں غائب کر دیا جاتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لئے قید کر دیا جاتا ہے۔

کسی ایک انتہاء پسند مسلمان کی کسی بھی حرکت کی وجہ سے پورے مذہب اسلام کو بدنام کر دینا مغربی معاشرہ کے بعض نام نہاد فلاسفروں ، ناقدین اور مفکّروں کا مرغوب پیشہ ہے۔ اور وہ ہمیشہ ایسے کسی موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں ۔اور مذہب اسلام کے خلاف میدان میں اتر آتے ہیں۔ یہی صورتحال اس وقت ہالینڈ کی ہے۔ اور اب ایسی صوتحال کو جرمنی میں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔تاہم سنجیدہ سوچ رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان واقعات کا مذہب اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ حقیقی اسلامی تعلیم انتہائی دلکش، حسین اور رواداری پر مشتمل ہے ۔کسی قسم کے ظلم یا قتل نفس کی اجازت نہیں ہے ۔جرمنی بھر میں بسنے والے مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان حالات کا فوری اور سنجیدگی سے نوٹس لیں اور فوری طور پر حرکت میں آ کر جرمن معاشرہ کے سنجیدہ افراد کو اسلام کی حسین ،دلکش اور رواداری پر مبنی تعلیم سے روشناس کرائیں ۔ بین المذاہب مباحثات اور مذاکرات کے ذریعہ اسلامی رواداری کے نقطہ نظر کو واضح کریں تا کہ جرمنی کے عوام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ کسی انتہاء پسند کے انفرادی فعل کو کسی مذہب کی بدنامی کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

پلاٹ برائے فروخت

مسجد اقصیٰ کے عقب میں شکور پارک میں بہترین لوکیشن پر دس مرلہ پلاٹ جو کہ Covered چاردیواری میں ہے۔ رہائشی سکیم اور تمام سہولتیں میسر ہیں۔

یورپ میں رابطہ کے لئے محمد احمد ثاقب (جرمنی۔ ڈارمسٹڈ)

0049 6151 967 6693

00 49 172 580 4372

پاکستان میں رابطہ کے لئے بشیر احمد شاد۔ ربوہ

00 92 4524 215357

بقیہ: جماعت احمدیہ کوریا کا جلسہ سالانہ از صفحہ 16

تحت ’’علمی مقابلہ جات‘‘ کا آغاز ہو ۔جس میں تلاوت، نظم، تقریر، اور اذان کے مقابلے شامل تھے ۔ مقابلہ جات کے بعد پہلے دن کا اختتام ہو گیا۔

9:30 بجے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم محمود احمد صاحب آف برما نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب نے پیش کیا۔اس کے بعد پہلی تقریر خاکسار خالد محمود ناصر (افسر جلسہ سالانہ) نے کی۔ تقریر کا عنوان تربیّت تھا۔ پہلی تقریر کے بعد مکرم اظہر حسین صاحب جنرل سیکرٹری و مال نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے خطبات سے ماخوذ خطاب کیا ۔اور چندہ جات کی ادائیگی واہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس تقریر کے بعد صدر صاحب کوریا جماعت نے جہاد کے موضوع پر مدلل تقریر کی۔

اختتامی اجلاس:

1:30 بجے اختتامی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ مبارک احمد رانا صاحب نے پیش کیا اور مکرم رفیع احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پاک منظوم کلام سے کچھ اشعار اپنی مترنّم آواز میں سنائے ۔نظم کے بعد مکرم صدر صاحب نے خدّام الاحمدیہ کے تحت ہونے والے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔

تقسیم انعامات کے بعد صدر صاحب نے اختتامی خطاب کیا اور ناظمین و شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد پیش کی ۔صدر صاحب نے دوستوں کے سامنے تجویز پیش کی کہ گو آج ہم مٹھی بھر ہیں ہماری کوئی دنیوی حیثیت نہیں مگر ہم عہد کریں کہ ہم نے کوریا میں ضرور ’مسجد‘ بنانی ہے تو سبھی نے بیک آواز کہا کہ ہم ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں ۔صدر صاحب نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ جہاں مسجد کی بنیاد رکھ دی جاتی ہے وہاں سے جماعت کی ترقی شروع ہو جاتی ہے۔

صدر محترم کے خطاب کے بعد اختتامی دعا مکرم محمود احمد صاحب آف برما نے کروائی اور یوں جماعت احمدیہ جنوبی کوریا کا دسواں دو روزہ جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ تربیتی اعتبار سے جماعت کا جلسہ بہت کامیاب رہا۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴ مئی ۲۰۰۴ء میں مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کے چند واقعات بیان کئے ہیں۔

☆ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ بورکینا فاسو (مغربی افریقہ) لکھتے ہیں: دیدگو جماعت کی ایک فعال ممبر لجنہ کو شوگر کی تکلیف تھی۔ اس کے پاؤں پر ایک پھوڑا نکل آیا۔ بہت علاج کرواتے رہے لیکن افاقہ نہ ہوا۔ جب حالت زیادہ خراب ہوگئی تو وہ اپنے شہر سے ۲۳۰ کلومیٹر دُور دارالحکومت واگا ڈوگو کے سرکاری ہسپتال میں لے کر آئے جہاں معائنہ کے بعد ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ لیکن اس کی ایک عزیزہ نے مجھے صورتحال سے آگاہ کیا تو خاکسار نے اس سے کہا کہ دعا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھتے ہیں اور ہومیوپیتھی دوائی بھی دیتے ہیں، ابھی پاؤں نہ کٹوائیں۔ پھر مَیں نے حضورؒ کا شوگر والا نسخہ اور ساتھ "سیلیشیا" ایک لاکھ کی دو خوراکیں بھجوادیں۔ چند دنوں تک بظاہر زخم میں کوئی فرق نظر نہ آرہا تھا لیکن وہ خاتون کہتی تھیں کہ میں ٹھیک ہو رہی ہوں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ خاتون بالکل صحت یاب ہو کر خود چل کر ہمارے مشن با قاعدہ شکریہ ادا کرنے آئی۔

☆ مکرم ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب آف لندن تحریر کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل کا پہلا ایڈیشن 1996ء میں شائع ہوا جس کو پڑھنے کے بعد امریکہ کی ایک احمدی خاتون نے اپنی ایک غیر از جماعت دوست مکرمہ ارم ایاز صاحبہ سے ذکر کیا جو کہ ایک موٹر کار کے حادثہ میں ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے اپنے نچلے دھڑ سے مفلوج ہو چکی تھیں اور کلّی طور پر چلنے پھرنے کے قابل نہ تھیں۔

یہ خاتون خود بھی ڈاکٹر ہیں، ان کے والد، ایک بہن اور بہنوئی بھی امریکہ میں ڈاکٹر ہیں جبکہ خاوند نیوروسرجن ہیں۔ جس وجہ سے ان کو علاج کی ہر سہولت میسر تھی لیکن صحت یابی کے آثار بہت کم تھے۔ اپنی دوست کے ایماء پر انہوں نے جون 1997ء میں حضرت اقدس کی خدمت میں سارے حالات تحریر کئے اور علاج اور دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے یہ کیس خاکسار کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے نسخہ سے علاج کریں۔ خاکسار نے حضور کا نسخہ یعنی Hypericum, Symphytum, Arnica, Ruta اور Calc. Phos تیس کی پوٹینسی میں دن میں تین بار دلوانی شروع کی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے وہ اس قابل ہوگئیں کہ وہیل چیئر پر ہی ہسپتال کی ڈیوٹی دوبارہ شروع کردی اور آٹھ سے دس گھنٹے تک کام کرتی تھیں۔ انہوں نے ایک بار بتایا کہ بعض اوقات کام کے دوران ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی اٹھ کر چل پڑوں گی اور اب احساس نہیں رہا کہ میرا نچلا دھڑ مفلوج ہے۔

☆ مکرم شیر محمد صاحب کی بیگم اپنی بیٹی بشریٰ پروین کی معجزانہ شفایابی اور حضور کی دعاؤں سے صاحب اولاد ہونے کے متعلق تحریر کرتی ہیں:

"میری بیٹی بشریٰ پروین پولیو کے جان لیوا مرض میں مبتلا ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علاج اور دعاؤں کی بدولت میری بیٹی خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوگئی۔ پھر اس کی شادی ہوگئی لیکن ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ اس کے ہاں اولاد نہ ہوگی مگر خدا کا فضل شامل حال ہوا اور پیارے آقا کی دعاؤں اور علاج سے اللہ تعالیٰ نے دس سال بعد بیٹے سے نوازا۔ جب بھی بشریٰ حضورؒ سے ملاقات کے لئے جاتی تو حضورؒ اس وقت کو ضرور یاد کرتے کہ جب وہ وہیل چیئر پر دوائی لینے گئی تھی۔"

........❁........❁........

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ جولائی ۲۰۰۴ء میں مکرم حامد حسین صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کے بعض واقعات حضورؒ کی زبانی ہی بیان کئے ہیں۔

حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۸ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک پولیس ملازم، جو پہلے شدید مخالف تھا، نے احمدیت قبول کرلی۔ اور پھر اس نے رشوت لینی بالکل بند کردی۔ وہاں کا پولیس کا معیار زندگی سارے کا سارا جھوٹا ہے، رشوت نہ لیں تو ایک چپڑاسی کی سی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ تو بہت بڑا ابتلاء تھا۔ لیکن اس سے بڑا ابتلاء یہ آگیا کہ ان کے ذریعہ افسروں کو جو رشوت ملتی تھی وہ بند ہوگئی۔ چنانچہ سارے افسر اُن کے دشمن ہوگئے اور جس کے اختیار میں ان کا تبادلہ تھا، انہوں نے کہا کہ اب میں تمہیں یہاں رہنے نہیں دوں گا۔ چونکہ یہ بہت غریب آدمی تھے۔ ان کو بہت پریشانی لاحق ہوئی کہ اگر میرا تبادلہ ہوگیا تو رشوت میں نے لینی نہیں اور دوسری جگہ میرا اپنا گھر بھی نہیں ہوگا۔ کس طرح گزارا کروں گا؟ چنانچہ انہوں نے مجھے خط لکھا کہ میں بہت پریشان ہوں۔ اس کے جواب میں مَیں نے لکھا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو تکلیف نہیں ہوگی میں دعا کر رہا ہوں۔ اِدھر یہ خط ملا اور اُدھر تبدیلی کے آرڈر بھی۔ یہ چوراہے پر کھڑے ہوگئے، ایک ہاتھ میں میرا خط تھا دوسری طرف افسر اعلیٰ کے آرڈرز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی آزمائش کر رہا تھا۔ یہ اسی حالت میں کھڑے تھے کہ پولیس کے ایک اَور اعلیٰ افسر کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے ان کو مغموم کھڑے دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ انہوں نے سارے حالات بتائے تو افسر نے وہیں تبدیلی منسوخ کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرڈر یہ ہوگیا کہ ان کو یہاں سے تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

حضورؒ کے بچپن کا ایک واقعہ "ایک مرد خدا" میں یوں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ ثانیؓ اپنے اہل و عیال سمیت قادیان واپس آرہے تھے۔ راستے میں پتہ چلا کہ گاڑی کا پٹرول ختم ہونے کو ہے۔ دراصل چلتے وقت پٹرول لینا یاد نہیں رہا تھا۔ اب آدھا سفر ہوچکا تھا اور قادیان تک راستہ میں کسی پٹرول پمپ کا وجود تک نہیں تھا۔ حضرت خلیفۃ ثانیؓ بچوں کو مخاطب کرکے فرمانے لگے: بچو! آؤ ہم سب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ اے اللہ! اس مشکل کو راستے کا روگ نہ بنا اور اپنے خاص تصرف سے ہمیں اسی طرح قادیان پہنچا دے۔ جس کی بھی دعا قبول ہوئی میں اسے قادیان پہنچ کر دو گیلن پٹرول اور کار کے استعمال کی اجازت دیدوں گا۔

ہوسکتا ہے یہ بات حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے سرسری طور بچوں کی تربیت کے لئے کہی ہو۔ بہر حال کمسن طاہر احمد بڑی سنجیدگی اور یکسوئی سے اللہ کے حضور دعا میں مشغول رہے یہاں تک کہ کار قادیان پہنچ گئی۔ قادیان پہنچے تو طاہر احمد بے اختیار پکار اٹھے: "اباجان میں مسلسل دعا کرتا رہا ہوں۔ میں اس وقت سے دعا کرتا چلا آرہا ہوں جس وقت آپ نے دعا کے لئے فرمایا تھا"۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ ثانیؓ نے وعدے کے مطابق دو گیلن پٹرول اور کار کے استعمال کی اجازت دیدی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: جب میں اپنی بیگم اور بچوں کے ہمراہ امریکہ میں سفر کر رہا تھا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ایک نووارد کی حیثیت سے بعض شہروں میں کہیں راستہ نہ بھول جاؤں۔ اس امکان کے پیش نظر میں دعا میں لگ گیا۔ اچانک ذہن میں قرآن کریم کی ایک آیت کوند گئی اور مجھے اطمینان ہوگیا کہ اب نہ تو راستہ بھولوں گا اور نہ ہی بھوک پیاس کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی لاحق ہوگی۔ رات ڈیڑھ بجے کے قریب ہم شکاگو پہنچ گئے جو ایک وسیع و عریض شہر ہے اور میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اتفاق کی بات ہے میرے پاس شہر کا نقشہ بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنی بیگم اور بچوں سے کہا کہ وہ کار ہی میں اطمینان سے سو جائیں۔ میں خود گاڑی چلا رہا تھا۔ پہلے چند مرتبہ سیدھے ہاتھ مڑا اور چند مرتبہ الٹے ہاتھ اور خاصی دیر تک گاڑی چلاتا چلا گیا۔ پھر میں نے ایک پٹرول پمپ پر گاڑی روکی اور وہاں سے مسجد احمدیہ میں فون کیا تو پتہ چلا کہ مسجد دو ایک گلیوں پر قریب ہی ہے۔

اس سے ملتا جلتا واقعہ ناروے میں بھی پیش آیا۔ ہم نے ایک راہ چلتے شخص سے انگریزی زبان میں اپنے میزبان کا پتہ پوچھا تو اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ وہ تو میرے پڑوسی ہیں۔

ہالینڈ میں بھی ایسا ہی تجربہ ہوا۔ ہم نے وہاں کچھ بچوں سے پوچھا کہ مسجد احمدیہ کہاں ہے؟ وہ بولے: مسجد تو قریب ہی ہے۔ ہمارے ساتھ آئیے۔

........❁........❁........

منکرین خلافت کے سابقہ بیانات

ماہنامہ "السلام"، بیلجیم مئی، جون ۲۰۰۴ء میں دو ایسے احباب کے بیانات منقول ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کو خلیفۃ المسیح الاوّل تو تسلیم کیا لیکن پھر خلافت کے منکر ہوگئے۔

○ مکرم مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:-

"جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلّمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت ﷺ کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت ﷺ کے روبرو قتل کیا جانا ہے اور حضرت عمرؓ کا قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت ﷺ کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا آپ کی اولاد کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ ان کو پورا کردے"۔

(الحکم، ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

○ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کا بیان ہے:

"جب مَیں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ مَیں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا۔"

(اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ صفحہ ۷۰)

........❁........❁........

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸ مئی ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والی مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

پیاسوں کو جو پانی سے ہے سانسوں کو ہوا سے
ہم ہیں کہ ہمیں ربط ہے اس شمعِ وفا سے
آنکھیں کہ جھکی جاتی ہیں ان آنکھوں کے آگے
اس بزم میں جب جاتے ہیں ہم دید کے پیاسے
وہ رنگ ہے خوشبو ہے کہ ہے نور سراپا
تم مل کے تو دیکھو مرے اس مردِ خدا سے
آنگن ہیں اسی نور سے پُرنور ہمارے
یہ جان یہ دل اس سے ہیں مسرور ہمارے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday December 10 , 2004 | Issue No. 50

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد ۔ مؤرخ احمدیت

تحریک احمدیت سے ٹکرانے والے افغان حکمرانوں کا حشر

قیام پاکستان سے صرف تین ماہ قبل کا یہ تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت امام ہمام سیدنا محمود المصلح الموعود 16رمئی 1947ء کو مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے اور بتایا کہ:

’’آج مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ دہلی کے ایک اخبار (’’ریاست‘‘۔ناقل) نے لکھا ہے کہ احمدی اس وقت تو پاکستان کی حمایت کرتے ہیں مگر ان کو وہ وقت بھول گیا ہے جبکہ ان کے ساتھ مسلمان پھر وہی سلوک کریں گے جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا۔ اور اس وقت احمدی کہیں گے کہ ہمیں ہندوستان میں شامل کرلو‘‘۔

حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان کے خلاف اس زہریلے پراپیگنڈہ کے جواب میں حد درجہ پرجوش، مدلل، مبسوط اور مفصل خطاب فرمایا۔ راقم الحروف بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضور نے تمہیدی کلمات میں یہ واضح فرمایا کہ ایک متدیّن جماعت جس کی بنیاد ہی مذہب، اخلاق اور انصاف پر ہے کیا وہ اس کے متعلق اس نقطۂ نگاہ سے فیصلہ کرے گی کہ میرا اس میں فائدہ ہے یا اس نقطۂ نگاہ سے فیصلہ کرے گی کہ انصاف کا تقاضا کیا ہے۔ بعدازاں کئی پہلوؤں سے تحریک پاکستان کی زبردست تائید کرتے ہوئے واشگاف لفظوں میں اعلان فرمایا کہ مظلوم مسلمان قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دکھ پہنچائیں۔

اس اصولی جواب کے بعد اپنے خطاب میں پوری قوت وشوکت سے ارشاد فرمایا:

’’لکھنے والے نے تو لکھ دیا کہ احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا مگر مَیں ان سے پوچھتا ہوں کہاں ہے امان اللہ؟ **اگر اس نے احمدیوں پر ظلم کیا تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے اس کے اسی جرم کی پاداش میں اس کی دھجیاں نہ اڑا دیں؟ کیا خدا تعالیٰ نے اس کی حکومت کو تباہ نہ کردیا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کے تاروپود کو بکھیر کر نہ رکھ دیا؟** کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی ذریت سمیت ذلیل اور رسوائے عالم نہ کردیا؟ کیا خدا تعالیٰ نے مظلوموں پر بے جا ظلم ہوتے دیکھ کر ظالموں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا؟ اور کیا اللہ تعالیٰ نے امان اللہ کے اس ظلم کا اس سے کماحقہٗ بدلہ نہ لیا؟ ہاں کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی شان وشوکت رعب اور دبدبہ کو خاک میں نہ ملایا؟۔

پھر ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارا وہ خدا **جس نے اس سے پیشتر ہر موقعہ پر ہم پر ظلم کرنے والوں کو سزائیں دیں کیا نعوذ باللہ اب وہ مر چکا ہے؟ وہ ہمارا خدا اب بھی زندہ ہے اور اپنی ساری طاقتوں کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر ہم انصاف کا پہلو اختیار کریں گے اور اس کے باوجود ہم پر ظلم کیا جائے گا تو وہ ظالموں کا وہی حشر کرے گا جو امان اللہ کا ہوا تھا۔** اگر ہم پہلے خدا پر یقین رکھتے تھے تو کیا اب چھوڑ دیں گے؟ ہمیں اللہ کی ذات پر کامل یقین ہے۔ وہ انصاف کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور ظالموں کو سزا دیتا ہے۔ وہ اب بھی اسی طرح کرے گا جس طرح اس سے پیشتر وہ ہر موقع پر ہماری نصرت اور اعانت فرماتا رہا۔ اس کی پکڑ، اس کی گرفت اور اس کی بطش اب بھی شدید ہے جس طرح کہ پہلے شدید تھی۔ کیا ہم اب نعوذ باللہ یہ سمجھ لیں کہ ہمارے انصاف پر قائم ہوجانے سے وہ ہمارا ساتھ چھوڑ دے گا ۔ہرگز نہیں۔

یہ احمدیت کا پودا کوئی معمولی پودا نہیں۔ یہ اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ دشمن پہلے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے مگر یہ پودا اُن کی حسرت بھری نگاہوں کے سامنے بڑھتا رہا۔ تاریکی کے فرزندوں نے پہلے بھی حق کو دبانے کی کوشش کی مگر حق ہمیشہ ہی ابھرتا رہا۔ اور اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح ہوگا۔ **یہ چراغ وہ نہیں جسے دشمن کی پھونکیں بجھا سکیں۔ یہ درخت وہ نہیں جسے عداوت کی آندھیاں اُکھاڑ سکیں۔ مخالف ہوائیں چلیں گی، طوفان آئیں گے، مخالفت کا سمندر ٹھاٹھیں مارے گا اور لہریں اُچھالے گا۔ مگر یہ جہاز جس کا ناخدا خود خدا ہے پار لگ کر ہی رہے گا۔** امان اللہ کا واقعہ یاد دلانے سے کیا فائدہ۔ کیا تمہیں صرف امان اللہ کا ظلم ہی یاد رہ گیا اور تم نے اس کے انجام کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں۔ تمہیں وہ واقعہ یاد رہ گیا مگر اس واقعہ کا نتیجہ تم بھول گئے۔ کیا امان اللہ کی ذلت ورسوائی کی کوئی مثال تمہارے پاس موجود ہے۔ تم نے وہ واقعہ یاد دلایا تھا تو تم اس کا انجام بھی دیکھتے۔ جب وہ یورپ روانہ ہوا تو خود اس کے اپنے درباری نے خط لکھا کہ ہماری مجالس میں بار بار یہ ذکر آیا ہے کہ یہ جو کچھ ہماری ذلت ہوئی **وہ اسی ظلم کی وجہ سے ہوئی ہے جو ہم نے احمدیوں کے ساتھ کیا تھا۔ امید ہے کہ اب جب کہ ہمیں سزا مل چکی ہے آپ ہمارے لئے بددعا نہ کریں گے۔** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس کے درباریوں کو یہ یقین تھا کہ اس کی ذلت کا سبب اس کا ظلم ہے۔ آج وہی امان اللہ جو ایک بڑی شان وشوکت، رعب وجلال، اور دبدبہ کا مالک تھا اپنے ظلم کی وجہ سے اس حال کو پہنچ چکا ہے کہ وہ اٹلی میں بیٹھا اپنی ذلت کے دن گزار رہا ہے۔ وہ کتنا چالاک اور ہوشیار بادشاہ تھا کہ اُس نے اپنی باجگذار ریاست کو آزاد بنا دیا۔ مگر جب اس نے غریب احمدیوں پر ظلم کیا تو اس کی ساری طاقت اور قوت مٹا دی گئی اور اس نے اپنے ظلم کا نتیجہ پالیا۔ اور ایسا پایا کہ آج تک اس کی سزا بھگت رہا ہے۔ ایک طالب حق اور انصاف پسند آدمی کے لئے یہی ایک نشان کافی ہے۔ کاش! لوگ اس پر غور کرتے۔

شاید یہاں کوئی شخص یہ اعتراض کردے کہ امان اللہ کے باپ نے بھی تو احمدی مروائے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے ناواقفی سے ایسا کیا تھا جبکہ امان اللہ نے جان بوجھ کر۔ کیونکہ ہمارے استفسار پر اس کی حکومت کی طرف سے لکھا گیا تھا کہ بیشک احمدی مبلغ بھجوا دئے جائیں۔ اب وہ وحشت کا زمانہ نہیں رہا۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ لیکن جب ہمارے مبلغ وہاں پہنچے تو اس نے انہیں قتل کروادیا۔ یہ بھی نہیں کہ حبیب اللہ کو سزا نہیں ملی وہ بھی اس سزا سے باہر نہیں رہا۔ کیونکہ اس کی ساری نسل تباہ ہوگئی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف امان اللہ کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اس بدلہ میں حبیب اللہ اور عبدالرحمٰن بھی شامل ہیں‘‘۔

(الفضل قادیان 21رمئی 1947ء صفحہ نمبر 5)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی بیٹے گا
دشمن حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

❁❁❁❁

جماعت احمدیہ کوریا کے دسویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ ۔ خالد محمود ناصر ۔ کوریا)

جماعت احمدیہ کوریا کا دسواں جلسہ سالانہ مورخہ 27، 28 ستمبر 2004ء کو منعقد ہوا۔

پہلے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ محترم احسان محمد باجوہ صاحب صدر جماعت احمدیہ کوریا نے ’لوائے احمدیت‘ اور مکرم اظہر حسین صاحب جنرل سیکرٹری نے کوریا کا جھنڈا لہرایا۔ افتتاحی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترم احسان محمد باجوہ صاحب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم صدر صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں جلسہ کی اہمیت، اغراض ومقاصد کے بارہ میں بتایا اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایسی پاک مجالس جہاں خالصتاً خدا اور اس کے رسولؐ کا ذکر ہو ان مجالس کے مقام اور شرکاء کے لئے انعامات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے کتنے عظیم فوائد ہیں۔ ان نیشنل چھٹیوں میں جہاں کورین اور دوسرے تارکین وطن دنیا کی بدمستیوں میں مصروف ہیں آپ خدا کی خاطر صرف اس کی رضا کے لئے امرونہی کی پاسداری کررہے ہیں اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

افتتاحی خطاب کے بعد محترم چوہدری عرفان اظہر صاحب نے سیرت نبی کریم ﷺ پر خطاب کیا اور بہت دلنشین اور حسین پیرائے میں حضور ﷺ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ مکرم طیّب احمد منصور صاحب صدر جماعت علاقہ تھگیو نے ’’کورین معاشرہ اور احمدی نوجوانوں کے کردار‘‘ پر بہت جامع اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے دعا کروائی۔

1:15 منٹ پر نماز ظہر ادا کی گئی اور معاً بعد دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ 3 بجے دوپہر خدّام الاحمدیہ کے تحت ورزشی مقابلے ہوئے۔ مقابلوں کے بعد 4:00 بجے نماز عصر ادا کی گئی۔ 6:45 پر نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعدہٗ رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ 8:30 بجے نماز عشاء ادا کی گئی۔ رات 9:00 بجے خدام الاحمدیہ کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔